شہری

شہری برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون ۲۰۲۰ء

شہری
CITIZENS FOR A BETTER ENVIRONMENT

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے......
مارگریٹ میڈ

ہِل پارک

(سندھ گورنمنٹ گزٹ بتاریخ 17رجنوری 1974ء کے مطابق)

Registered No S.-463

The Sind Government Gazette

PUBLISHED BY AUTHORITY

KARACHI, THURSDAY, JANUARY 17, 1974

Separate paging is given to this Part in order that it may be filed as a separate compilation

PART I-A

...ification by Local Government of Sind under the Sind Local Boards, Municipal, Union Councils, Primary Education and Local Fund Audit Acts.

GOVERNMENT OF SIND

HOUSING, TOWN PLANNING AND LOCAL GOVERNMENT DEPARTMENT

Karachi, the 8th January 1974

ORDER

No. SOI(KDA)7-6/62.—In exercise of powers con...red by clause (4) of Article 11 of the Karachi Deve...ment Authority Order, 1957 (President's Order No. ...of 1957), the Government of Sind are pleased to ...nction the Karachi Development Authority Scheme ... 13/A (Hill Park Scheme) re-designated as Kohsar ...heme (hereinafter referred to as "the Scheme") fram... by the Karachi Development Authority (hereinafter ...ferred to as "the Authority") at an estimated cost of ... 25.00 lacs, which covers approximately 56 acres of ...nd, more particularly described in the Schedule an...ed hereto, subject to the conditions, that:—

(1) the Development cost shall be met from the Authority's own resources;

(2) the layout plan of the area included in the Scheme shall be in accordance with the drawing No. A.D./13/A/36 prepared by the Authority;

(3) the building operation in the area included in the Scheme shall be governed by the Building Regulations of the Karachi Development Authority and the Karachi Municipal Corporation.

SCHEDULE

On the North—Shaheed-e-Millat Road.

On the South—Foot of the hill along the 40'-0"

On the East—Boundary of the land in Block 7 and 8 of the Karachi Co-operative Housing Society Union Limited which runs along the Western edge of the 50'-0" wide road and the foot of the said hill.

On the West—Along 20'-0" wide lane of the Pakistan Employees Co-operative Housing Society parallel to the foot of the hill proceeding north-wards along the rear boundaries of Plot No. 41-M/1, 41-M/2 41-M/3 upto the North-eastern corner of Plot No. 41-M/3 thence turning towards east and proceeding east-ward along the southern boundaries of the Plot Nos. 40-M/1 and 39-G/2 thence turning north-wards along the eastern boundaries of Plot Nos. 39-G/1 and 39-H upto North-Eastern corner of 39-H, thence along the Southern boundary of 40'-0" wide road of the Pakistan Employees Co-operative Housing Society upto the South-eastern corner of Plot No. 37-L, thence turning towards North along 40'-0" wide road of Plot Nos. 37-L, 37 L/1, 37 M and 37-N upto the North-Eastern corner of Plot No. 37-N thence turning towards East along the Southern Boundary of 36-K, thence turning towards North along the eastern Boundaries of Plot Nos. 36-K, 36-L, 36-M upto North-Eastern cornor of Plot No. 36-M thence turning towards East along the Southern boundary of 40'-0" wide road of Plot No. 35-J, thence turning towards North along 20'-0" wide lane of Plot No. 35/K, 35/L and 35-M thence along the 40'-0" wide road of Pakistan Employees Co-operative Housing Society Block No. 3 to the starting point of Shaheed-e-Millat Road.

Karachi, the 9th January 1974

No. SOI(KDA)7-6/62.—In pursuance of the provisions of Article 50 of the Karachi Development Authority Order, 1957 (President's Order No. 5 of 1957

ہل پارک شہید ملت کے شمال میں ایک پہاڑی پر واقع ہے، پہاڑی کے جنوبی ڈھلان کے ساتھ پاکستان ایمپلائز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کی 40 فٹ چوڑی سڑک اور پی ای سی ایچ ایس کے پلاٹ نمبر 34-H ، H/1، 36-J، 37-K، 38-F، 39-G اور 40-L کے عقبی حصے واقع ہیں۔مشرق میں اراضی کی باؤنڈری کراچی کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی یونین لمیٹڈ کے بلاک 7 اور 8 میں واقع ہے جس کے ساتھ مذکورہ پہاڑی کے مغربی کنارے پر 50 فٹ چوڑی سڑک اور اس کی ڈھلان ہے مغرب میں پہاڑی کی ڈھلان کے متوازی پاکستان ایمپلائز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کی 20 فٹ چوڑی اراضی واقع ہے جو شمال تک چلی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی پلاٹ نمبر 41-M/1، 41-M/2، 41-M/3 کی عقبی حدود اور پلاٹ نمبر 41-M/3 کا شمال مشرقی کونا واقع ہے اس کے بعد یہ مشرق کی سمت مڑ گئی ہے جس کے ساتھ پلاٹ نمبر 41-M/1 اور 39-G/2 کی جنوبی حدود موجود ہیں اس کے بعد یہ شمال کی سمت مڑ گئی ہے جس کے ساتھ پلاٹ نمبر 39-G/1 اور 39-H کی مشرقی حدود پلاٹ نمبر 39-H کے شمال مشرقی کونے تک چلی گئی ہے۔جس کے بعد جنوبی حد بندی کے ساتھ پی ای سی ایچ ایس کی 40 فٹ چوڑی سڑک پلاٹ 37-L، 37-L/1، 37-M اور 37-N کی 40 فٹ چوڑی سڑک پلاٹ نمبر 37-N کے شمال مشرقی کونے تک موجود ہے اس کے بعد یہ باؤنڈری مشرق کی سمت مڑتی ہے جس کے ساتھ پلاٹ نمبر 36-K کی جنوبی باؤنڈری ہے اس کے بعد شمال کی سمت پلاٹ نمبر 36-K، 36-L اور 36-M کی مشرقی حدود پلاٹ نمبر 36-M کے شمال مشرقی کونے تک مذکورہ اراضی کی باؤنڈری ہے اس کے بعد یہ مشرق کی سمت مڑتی ہے جس کے ساتھ پلاٹ نمبر 36-J کی 40 فٹ چوڑی سڑک واقع ہے اور اس کے بعد اس کی باؤنڈری شمال کی سمت پلاٹ نمبر 35-K، 35-L اور 20 فٹ چوڑی لین کے ساتھ مڑتی ہے اور پھر اس کے بعد پی ای سی ایچ ایس بلاک نمبر 3 کی 40 فٹ چوڑی سڑک کے ساتھ شہید ملت روڈ کے شروعاتی مقام تک چلی گئی ہے۔

اندرونی صفحات

کووڈ۔۱۹/اور کراچی میں شہری ترقیات 07
کڈنی ہل (رقبہ 225ء62 ایکڑ) 09
کراچی اور سندھ اربن اینڈ ریجنل ماسٹر...... 13
کراچی بریز بی آر ٹی پروجیکٹ میں...... 16
کورونا۔۔۔ایک جگانے والی آواز 19

شہری

R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،
کراچی 75400، پاکستان
ٹیلی فون/فیکس: 46 06 53 34-21-92+
E-mail: info@shehri.org
Url: www.shehri.org

اِدارتی مشاورت: شہری۔سی بی ای ٹیم

اِنتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن: سمیر حامد ڈودھی
وائس چیئر پرسن: سلیقہ انور
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: عامرہ جاوید
ارکان: دانش آذر زوبی، محمد علی رشید اور انجینئر پرویز صادق

بانی اراکین:
مسٹر خالد ندوی، بیرسٹر قاضی فائز عیسیٰ، حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی، نوید حسین، بیرسٹر زین شیخ اور قیصر بنگالی

شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف
اکاؤنٹ کنسلٹنٹ: عرفان شاہ
آفس اسسٹنٹ: محمد طاہر
آفس بوائے: خورشید احمد

قلمکاروں کے لیے ہدایات:
آپ بھی 'شہری' کے لیے لکھ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے 'شہری' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔ ایڈیٹر/ادارتی عملے کا اس خبر نامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

PRODUCTION:
Saudagar Enterprises
Web: www.saudagar.com.pk
Ph: 021-34152970
Cell: 0333-2276331

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

پی ای سی ایچ ایس واحد سوسائٹی ہے جو طبعی طور پر ہل پارک سے منسلک ہے۔

ہل پارک 56 ایکڑ سے زائد رقبے پر پھیلا ہوا ہے، اس میں متعدد تفریحی مراکز، فاسٹ فوڈ سینٹرز، ریسٹورنٹس، ایک مصنوعی جھیل اور دیگر سہولیات موجود ہیں۔

کوہسار ہل پارک لینڈ بنیادی طور پر حکومت سندھ کی ملکیت ہے لیکن 1948ء میں جب کراچی پاکستان کا دارالحکومت تھا، ہل پارک کی اراضی کو بھی وفاقی حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا جو پاکستان ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی سے منسلک ہے۔ تاہم 1960ء کی دھائی کے ابتدائی سالوں میں ملک کا دارالحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل کر دیا گیا تو غیر استعمال شدہ اراضی (بشمول ہل پارک کی اراضی) ایک نوٹیفکیشن نمبر SRO-716-(K)/62 بتاریخ 7/جولائی 1962 کے ذریعہ حکومت سندھ کو منتقل/واپس کر دی گئی۔ اس کے بعد ایک اسکیم کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے ہل پارک اسکیم نمبر 13-A کے نام سے تخلیق کی۔ جس کا گزٹ نوٹیفکیشن 5/جولائی 1948ء کو گزٹ آف ویسٹ پاکستان میں شائع کیا گیا۔

واقعات کی ترتیب

تاریخ	واقعات
1948	کوہسار ہل پارک اراضی درحقیقت حکومت سندھ کی ملکیت ہے لیکن 1948ء میں جب کراچی پاکستان کا دارالحکومت تھا وفاقی حکومت نے ہل پارک کی اراضی بھی اپنی تحویل میں لے لی۔
07-06-1962	وفاقی حکومت نے ہل پارک کی اراضی ایک نوٹیفکیشن نمبر SRO-716 (K)/62 بتاریخ 07-06-1962 کے ذریعہ حکومت سندھ کو واپس منتقل کر دی۔
08-07-1968	ایک گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 6-7-1968 جو گزٹ آف ویسٹ پاکستان میں شائع کیا گیا، کے مطابق کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے ایک اسکیم ہل پارک کے نام سے تخلیق کی۔
01-07-1972	کے ڈی اے نے ہل پارک کو کے ایم سی کے حوالے کر دیا۔
17-01-1974	ہل پارک اسکیم کی کوہسار پارک اسکیم کے نام سے تشکیل نو کی گئی۔
1988	پی ای سی ایچ ایس نے غیر قانونی طور پر کوہسار ہل پارک میں 2 پلاٹ جن کا رقبہ 32ء222 مربع گز اور 32ء308 مربع گز ہے، قطع کر لیے۔ جنہیں پلاٹ M-36 کے ساتھ ملا دیا گیا۔ دونوں پلاٹ (32ء222 مربع گز اور 32ء308 مربع گز) کوہسار ہل پارک کے اندر واقع ہیں۔
	قابل اعتراض پلاٹ نمبر 1 (رقبہ 32ء222 مربع گز) کرنل سعید قادر کے نام پر الاٹ اور لیز کیا گیا جس نے اسے شہزادہ منصور بن سعود کوان کے اٹارنی محمد ابوالفتح محمد الشامی کے ذریعہ فروخت کر دیا۔ جس کی پی ای سی ایچ ایس کے سامنے لیز ڈیڈ کے ذریعہ تکمیل کی گئی اور مندرجہ بالا اٹارنی نے 5-6-1988 کو سب رجسٹرار T ڈویژن کے روبرو نمبر دیئے بغیر) غلام رسول کو ٹرانسفر آرڈر نمبر PECHS/677/6845/97 بتاریخ 20-5-1997 کے ذریعہ رجسٹرڈ سیل ڈیڈ کی بنیاد پر (جبکہ متنازعہ پلاٹ تخلیق کیا گیا تھا) منتقل کر دیا۔

	پی ای سی ایچ ایس نے پی ای سی ایچ ایس کی حدود کے اندر واقع تمام پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بعد کوہسار پارک کی اراضی پر ناجائز قبضہ کرنے کی حکمت عملی اپنائی۔ سوسائٹی نے جھوٹا دعویٰ یا غلط بیانی کے ذریعہ کہ یہ اراضی پی ای سی ایچ ایس کا غیر آباد علاقہ ہے، کی مجرمانہ حکمت عملی اختیار کی۔ اس اراضی کو پہلے پلاٹوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر بااثر افراد کے نام پر الاٹ کردیا گیا۔
10-07-1994	کے ایم سی کے ایڈمنسٹریٹر نے ہل پارک اسکیم میں پی ای سی ایچ ایس کی جانب سے کی جانے والی اراضی کی غیر قانونی الاٹمنٹ سے متعلق ایک میٹنگ کی صدارت کی۔ ڈائریکٹر جنرل، کے ڈی اے نے بھی اس میٹنگ میں شرکت کی۔ ایڈمنسٹریٹر نے کے ایم سی اور کے ڈی اے کو حکم دیا کہ کوہسار ہل پارک میں پی ای سی ایچ ایس کی جانب سے کی جانے والی غیر قانونی الاٹمنٹ کے خلاف سخت اقدامات کریں۔
20-06-1995	سی پی ایل سی نیبر ہڈ کیئر پروجیکٹ نے کے ایم سی سے کوہسار پارک کی ڈھلوان پر ہل پارک کے حصے میں اراضی کو الاٹ کرنے کی درخواست کی جو اعلان شدہ رفاہی پلاٹ کا حصہ ہے جسے کسی بھی منافع بخش مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا تھا۔
15-08-1995	کے ایم سی نے سی پی ایل سی نیبر ہڈ کیئر کی درخواست منظور کرلی اور کوہسار پارک کے اندر 18ء1579 مربع گز پر مشتمل رقبہ کی اراضی الاٹ کردی (جو پلاٹ نمبر 1 رقبہ 32ء222 مربع گز اور پلاٹ نمبر 2 رقبہ 32ء803 مربع گز پر مشتمل ہے) اور اس اراضی کا قبضہ سی پی ایل سی نیبر ہڈ کیئر کو دے دیا گیا۔ پلاٹ نمبر 1 کا استعمال 'خواتین اور بچوں کے پارک' کی تعمیر کے لیے استعمال کیا جاسکتا تھا۔
1997	جب سی پی ایل سی نیبر ہڈ کیئر نے رفاہی جگہ پر ترقیاتی کام شروع کیا تو خواتین اور بچوں کے پارک کے اندر 2 رہائشی پلاٹوں (222 مربع گز اور 308 مربع گز) کے لیے 2 دعویداروں نے دعویٰ کردیا۔
12-07-1997	سینئر وزیر بلدیات نے وزیر بلدیات سندھ کو ہدایات کیں کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی جانب سے ہل پارک اور کڈنی ہل پارک میں الاٹمنٹ کے لیے کے ڈی اے کے جاری کردہ این او سی کو واپس لے لیا جائے۔
24-06-1998	ڈی جی پارکس کے ایم سی نے ڈی جی کے ڈی اے کو ہل پارک کے اندر پلاٹوں کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کے لیے لکھا۔
12-01-1998	ہل پارک کے اندر پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا مبینہ تنازعہ ڈپٹی کمشنر ایسٹ محمد حسین سیّد کے روبرو پیش کیا گیا۔ جنہوں نے مقدمے کی سماعت کی اور فیصلہ دیا کہ رفاہی پارک میں 2 رہائشی پلاٹ پی ای سی ایچ ایس نے غیر قانونی طور پر الاٹ کیے تھے۔
1998	مبینہ الاٹی غلام رسول نے سندھ ہائی کورٹ میں ڈی سی ایسٹ اور پی ای سی ایچ کے خلاف مقدمہ نمبر 1215/1998 دائر کیا اور استدعا کی کہ ڈی سی ایسٹ کے 12-01-1998 کو جاری کردہ حکم کو منسوخ کیا جائے۔
09-08-1999	سندھ ہائی کورٹ نے مقدمہ نمبر 1215/1998 میں 12-01-1998 کو جاری کردہ ڈی سی ایسٹ کے حکم کو منسوخ کردیا اور غلام رسول کے دعوے کو درست تسلیم کرلیا۔
21-10-1999	سی پی ایل سی نیبر ہڈ کیئر نے اپنی قانونی ٹیم کے ذریعہ کے ڈی اے، ایس بی سی اے، پی ای سی ایچ سوسائٹی کے خلاف کوہسار پارک میں تجاوزات کا سبب/اجازت دینے کے لیے نوٹسز بھجوائے۔ کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے رجسٹرار اور ڈپٹی رجسٹرار کو بھی نوٹس بھجوائے گئے۔
23-10-1999	سی پی ایل سی نیبر ہڈ کیئر، شہری اور علاقے کے باشندوں نے سندھ ہائی کورٹ میں کوہسار ہل پارک رفاہی اراضی میں پلاٹوں کی غیر قانونی الاٹمنٹ کے خلاف مقدمہ نمبر 1501/1999 دائر کیا۔
07-04-2000	مقدمہ نمبر 1501/1999 میں سندھ ہائی کورٹ نے سرکاری مختار مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ جگہ (پارک) کا معائنہ کریں اور اس کا تعین کریں کہ مبینہ رہائشی پلاٹ ہل پارک کے علاقے میں آتے ہیں یا مذکورہ پلاٹ پی ای سی ایچ ایس کے علاقے میں آتے ہیں۔ سندھ ہائی کورٹ نے پلاٹوں کے مالکان کو حکم دیا کہ وہ ان پلاٹوں پر مقدمہ کا فیصلہ ہونے تک کسی بھی قسم کی تعمیراتی سرگرمی شروع کرنے سے گریز کریں۔

27-05-2000	سرکاری مختار نے مقدمے کے تمام فریقین، کے ایم سی، کے ڈی اے/ ایم بی ای سی، پی ای سی ایچ ایس، سی پی ایل سی۔ این سی اور متنازعہ رہائشی پلاٹوں کے مالکان کی موجودگی میں کوہسار پارک کا معائنہ کیا۔
2000 تا2019	ہل پارک میں غیر قانونی تجاوزات کی بھرمار۔ ہل پارک کی اراضی پر بنگلوں اور فارم ہاؤس کی تعمیر۔ کے ایم سی اور ضلعی انتظامیہ ناجائز قابضین کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے میں ناکام ہوگئی۔
2019	سندھ ہائی کورٹ میں دائر مقدمہ نمبر 1501/1999، 1999ء سے تعطل کا شکار ہے۔ مقدمہ دلائل کے مرحلے میں ہے۔ گذشتہ مرتبہ مقدمہ کی تاریخ 07-05-2019 مقرر کی گئی تھی لیکن بورڈ کو تحلیل کر دیا گیا۔
19-01-2019	ٹربیون نیوز کی خبر: کے ایم سی کے اینٹی انکروچمنٹ ڈپارٹمنٹ نے ہل پارک میں قائم 60 سے زائد ریستورانوں، دکانوں اور دیگر غیر قانونی تعمیرات کو منہدم کر دیا۔ یہ ناجائز تجاوزات ہل پارک کی اراضی کے تقریباً 20 ایکڑ رقبہ پر پھیلی ہوئی تھیں اس خطۂ اراضی کی قیمت تقریباً 50/ارب روپے سے زائد ہے۔
19-01-2020	روزنامہ ڈان کی خبر: ہل پارک کو ناجائز تجاوزات سے پاک کر دیا گیا۔
09-05-2019	سپریم کورٹ آف پاکستان میں دائر آئینی پٹیشن نمبر 09/2010 'کراچی میں سرکاری اراضی کی رہائشی یا تجارتی مقصد کے لیے تبدیلی' کی سماعت کرنے والے بینچ کے سربراہ جسٹس گلزار احمد نے کمشنر کراچی کو حکم دیا کہ ہل پارک کی تمام اراضی کو پارک کے مقاصد کے استعمال کے لیے قابضین سے واگذار کرایا جائے اور کسی بھی شخص کو اس کے کسی بھی حصے پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اگر کسی بھی قسم کی غیر قانونی الاٹمنٹ اور لیز کی جائے تو کے ایم سی ایسے الاٹی اور لیز دہندہ کے خلاف فوری کارروائی کرے اور ایسی قابض جگہ سے فوری طور پر قبضہ چھڑایا جائے اور اس جگہ پر کی جانے والی تعمیرات کو فوری طور پر منہدم کرایا جائے۔
22-06-2016	روزنامہ نیوز کی خبر: کے ایم سی نے ہل پارک کی اراضی پر تعمیر شدہ بنگلوز کو منہدم کر دیا۔
06-08-2019	آئینی پٹیشن نمبر 2010-09 کی سماعت کے دوران سندھ ہائی کورٹ نے حکومت سندھ کو حکم دیا کہ وہ 2 ماہ میں پارکوں، رفاہی پلاٹوں اور دیگر جگہوں سے تجاوزات کے خاتمے سے متعلق رپورٹ جمع کرائے۔
6 اور 7 فروری 20	آئینی پٹیشن نمبر 09/2010 کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ آف پاکستان کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ ہل پارک کی اراضی پر ناجائز قبضہ کیا گیا اور ان پر تعمیرات قائم کی گئیں۔
	کمشنر کراچی نے حلف اٹھایا کہ ہل پارک کی اراضی پر قائم تمام تعمیرات کو فوری طور پر منہدم کر دیا جائے گا اور ہل پارک کی ایک انچ زمین پر قبضہ کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔
	سپریم کورٹ نے مزید حکم دیا کہ اس مسئلہ میں کسی بھی نچلی عدالت سے جاری کیا گیا کوئی بھی فیصلہ اس عدالت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔
21-02-2020	اخباری خبر: کے ایم سی نے سپریم کورٹ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہل پارک کی اراضی پر تعمیر شدہ چار بنگلوں کے مالکان کو نوٹس جاری کر دیئے۔
4 اور 5 مارچ 20	4 اور 5 مارچ 2020ء کو مشیر ندیم بیگ اور کے ایم سی لینڈ ڈپارٹمنٹ نے ہل پارک کا پہلا سروے مکمل کیا۔ یہ سروے کمشنر کراچی کی ہدایات پر کیا گیا تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ ہل پارک میں کسی بھی قسم کی ناجائز تجاوزات قائم نہیں ہیں۔
06-03-2020	آئینی پٹیشن نمبر 09/2010، سی ایم اے نمبر 145-K/2020 اور 147-K/2020 سماعت کے لیے سپریم کورٹ کراچی رجسٹری میں چیف جسٹس گلزار احمد کے سامنے پیش کی گئی۔ سماعت کے دوران شہری سی بی ای کی امبر علی بھائی نے کہا کہ وہ تمام دستیاب تکنیکی مہارت، اور جدید زاویوں کی مدد سے ہل پارک کی اراضی کی تحقیقات اور سروے کر رہے ہیں اور ساتھ ہی پارک کی اصل دستاویزات سے یہ پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کیا متذکرہ بنگلے جو سی ایم اے کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں، ہل پارک کی زمین پر تعمیر کیے جاچکے ہیں یا پھر وہ ہل پارک کی زمین سے باہر ہیں۔ انہوں نے عدالت کو یہ بھی بتایا کہ اس معاملے میں کمشنر کراچی اور ضلعی انتظامیہ بھی تعاون کر رہے ہیں۔ معروف وکیل صلاح الدین احمد نے اعتراض کنندگان کی طرف سے سروے اور تحقیقات میں حصہ لینے کی درخواست کی۔

07-03-2020	ٹریبیون نیوز کی خبر: سپریم کورٹ نے اعلیٰ حکام کو حکم دیا کہ ہل پارک کی زمین کے ارد گرد خاردار تاروں کی باڑھ لگادی جائے۔
11-03-2020	ہل پارک کے سروے سے حاصل ہونے والے نتائج کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر شرقی کے دفتر میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔
12-03-2020	سپریم کورٹ کے حکم کی تصدیق شدہ کاپی 6 مارچ 2020ء کو وصول کی گئی۔
	عدالت نے اس معاملے میں عدالت کی معاونت کرنے کے لیے بیرسٹر صلاح الدین احمد کا عدالت کے دوست (Amicus Curie) کی حیثیت سے تقرر کیا۔
12-03-2020	• شہری سی بی ای کی امبر علی بھائی نے سپریم کورٹ کے حکم کی تصدیق شدہ کا وصول کرنے کے بعد بیرسٹر صلاح الدین احمد سے رابطہ کیا اور انہیں مطلع کیا کہ 4 اور 5 مارچ 2020 کو مشیر ندیم بیگ نے ضلعی انتظامیہ شرقی، کے ایم سی لینڈ ڈپارٹمنٹ اور شہری کے نمائندوں کی موجودگی میں سروے مکمل کرلیا۔
	• امبر علی بھائی نے بیرسٹر صلاح الدین احمد کو مطلع کیا کہ 6 مارچ 2020 کو جاری کردی سپریم کورٹ کے حکم کی روشنی میں اس معاملے میں دوبارہ غور کرنا چاہیے۔
13-03-2020	ڈی سی ایسٹ کے دفتر میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا جس میں بیرسٹر صلاح الدین احمد، احمد علی صدیقی (ڈی سی ایسٹ)، ساجدہ قاضی (اے سی ایسٹ)، کمال شیخ (ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی) اور امبر علی بھائی (شہری) نے شرکت کی نقشہ جات اور سروے کی دیگر تفصیلات بیرسٹر صلاح الدین احمد کو دکھائی گئیں۔
14-03-2020	بیرسٹر صلاح الدین احمد، ان کے کلائنٹ، اسسٹنٹ کمشنر (فیروز آباد) ایسٹ، امبر علی بھائی ہمراہ شہری ٹیم، ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی اور کنسلٹنٹ ندیم بیگ نے ہل پارک کا سروے کیا۔

ہل پارک کے معاملے میں دائر کردہ مقامات

نمبر شمارہ	مقدمہ نمبر	مدعی	مدعا علیہ
1	مقدمہ نمبر 1215/1998	غلام رسول (ہل پارک میں پلاٹ کا مبینہ الاٹی)	ڈی سی ایسٹ، کے ایم سی اور پی ای سی ایچ ایس
2	مقدمہ نمبر 1501/1999	سی پی ایل سی۔ این سی، شہری اور ہل پارک میں پلاٹوں کی غیر قانونی الاٹمنٹ کے خلاف علاقے کے باشندے۔	کے ایم سی، پی ای سی ایچ ایس اور ہل پارک کی اراضی کے مبینہ الاٹی۔

ہل پارک کا سروے

سروے کے لیے استعمال کی جانے والی تکنیک اور دستاویزات:

1۔ پی ای سی ایچ ایس کا 1959ء کا نقشہ جسے کمپیوٹرائز کردیا گیا تھا۔

2۔ حکومت سندھ کا گزٹ مورخہ 17/جنوری 1974ء۔

3۔ ہل پارک کا طبعی جغرافیائی خصوصیات پر مشتمل سروے۔

4۔ تازہ ترین سیٹلائٹ کی تصویر پر پھیلانا۔

5۔ اے آر سی۔ جی آئی ایس (جیوفزیکل انفارمیشن سسٹم)

سروے کو کیسے انجام دیا گیا

- تعمیر شدہ حد بندی کا سروے کر کے۔
- پی ای سی ایچ ایس کے 1959ء کے نقشہ کی کمپیوٹرائزیشن کے بعد ہم ہل پارک کا علاقہ شمار کرنے کے قابل ہوئے جس میں 55.82 ایکڑ میں سے تقریباً 95 فیصد درست پایا گیا۔
- 1959ء کا نقشہ کمپیوٹرائز کیا گیا۔
- 1959ء کے نقشہ کی کمپیوٹرائزیشن کے بعد ہم حکومت سندھ کے گزٹ مورخہ 17/جنوری 1974 کے مطابق ہل پارک کے رقبہ کی تصدیق کرنے کے قابل ہوسکے۔ جس میں تقریباً 82ء55 ایکڑ پایا گیا۔

• ہم نے یہ بات بھی ثابت کی کہ ہل پارک کے حصے شہید ملت روڈ کو چوڑا کرنے کے لیے اور روہیل کھنڈ سوسائٹی اور کراچی کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی نے لے لیے۔

• 1974ء کے حکومت سندھ کے گزٹ نوٹیفکیشن میں ہل پارک کا رقبہ تقریباً 56 ایکڑ بتایا گیا ہے۔نقشہ سازی سروے کے بعد ایریا کا رقبہ 51ء42 ایکڑ پایا گیا ہے۔

سروے کے نتائج

سروے کی تکمیل کے بعد مندرجہ ذیل حقائق ابھر کر سامنے آئے ہیں:

ہل پارک کا رقبہ تقریباً 56 ایکڑ ہے

1۔ تعمیر شدہ 51ء42 ایکڑ۔

2۔ سڑک کی چوڑائی میں 2ء16 ایکڑ۔

3۔ تجاوزات

پلاٹ نمبر G-39 کو پارک کے اندر تک بڑھا لیا گیا اور 0ء38 ایکڑ اراضی پر قبضہ کرلیا گیا۔

4۔ بنگلہ نمبر (38-G/1، 38-G/1-A، 38-G/1-B، 38-G/1-C) 0ء41 ایکڑ اراضی پر قبضہ کیا گیا۔

(یہ چار بنگلے ہل پارک کے اندر تک داخل کیے جا چکے ہیں اور انہیں جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ پی ای سی ایچ ایس کے ماسٹر پلان میں موجود نہیں ہیں۔سروے نے یہ بات بلا کسی شک شبہ کے ثابت کردی ہے۔

5۔ راول مسجد 0ء10 ایکڑ

6۔ بے قاعدہ اشکال جنہیں طبعی طور پر ناپا نہیں جاسکتا۔(نقشہ میں انہیں واضح کیا گیا ہے)

• پلاٹ نمبر 35-H/1 اور 34-H/1 کے ساتھ خالی علاقہ 0ء80 ایکڑ۔

• پلاٹ نمبر 38-F اور 37-K کے ساتھ خالی علاقہ 0ء5 ایکڑ۔

کل رقبہ تقریباً 55ء77 ایکڑ

اراضی جس پر دعویٰ کیا گیا ہے:

• پلاٹ نمبر G-39، 0ء38 ایکڑ

• بنگلوز نمبر (38-G/1، 38-G/1-A، 38-G/1-B، 38-G/1-C) 0ء41 ایکڑ۔

• راول مسجد 0ء10 ایکڑ

کل 0ء89 ایکڑ

HILL PARK COORDINATES (UTM)

EASTING	NORTHING	EASTING	NORTHING	EASTING	NORTHING
305252.332	2752516.306	305036.295	2751818.996	305313.396	2751624.128
305183.691	2752549.493	305037.587	2751813.332	305325.589	2751622.661
305163.044	2752497.809	305036.466	2751813.158	305334.362	2751620.965
305157.594	2752469.742	305036.477	2751813.089	305337.798	2751613.552
305155.487	2752451.648	305037.322	2751802.207	305345.856	2751609.158
305150.420	2752406.176	305040.885	2751777.803	305354.795	2751604.205
305130.598	2752266.560	305042.495	2751767.371	305355.221	2751611.819
305120.737	2752211.740	305045.292	2751753.521	305358.332	2751612.177
305110.119	2752166.754	305047.994	2751753.071	305358.072	2751624.211
305110.065	2752166.539	305050.809	2751741.729	305355.590	2751624.135
305108.098	2752158.704	305037.220	2751738.730	305354.854	2751638.758
305106.383	2752152.636	304985.490	2751725.204	305353.927	2751638.726
305103.517	2752144.914	304986.299	2751713.885	305353.750	2751642.244
305102.560	2752141.963	304990.885	2751704.747	305356.602	2751642.343
305098.955	2752130.583	304970.600	2751687.404	305356.722	2751639.952
305096.933	2752126.882	304969.436	2751685.724	305360.306	2751640.077
305096.783	2752126.897	304945.695	2751672.039	305360.290	2751641.219
305095.436	2752123.511	304943.714	2751668.889	305363.874	2751641.344
305095.241	2752123.181	304940.892	2751662.759	305364.586	2751641.825
305094.134	2752119.850	304936.186	2751658.971	305364.548	2751642.501
305093.981	2752119.334	304933.024	2751658.298	305365.336	2751642.553
305093.849	2752118.310	304934.967	2751651.350	305372.132	2751644.941
305093.830	2752117.666	304936.191	2751646.980	305375.494	2751649.275
305093.907	2752116.540	304877.283	2751631.050	305377.687	2751649.218
305094.325	2752113.198	304884.720	2751602.219	305379.738	2751647.971
305097.878	2752087.350	304819.519	2751585.154	305382.507	2751650.226
305102.318	2752051.773	304822.265	2751574.677	305381.026	2751681.911
305103.410	2752045.184	304840.229	2751499.378	305346.255	2751722.545
305105.358	2752031.896	304894.795	2751513.617	305343.268	2751724.843
305105.383	2752031.883	304908.131	2751509.476	305304.663	2751755.418
305106.588	2752000.648	304940.777	2751514.562	305312.851	2751768.483
305106.864	2751998.495	304947.403	2751515.516	305299.980	2751796.381
305104.630	2751991.582	304965.324	2751518.007	305242.883	2752047.772
305103.978	2751990.885	304967.501	2751525.027	305235.195	2752061.829
305096.348	2751989.275	304972.431	2751523.466	305241.934	2752068.497
305096.223	2751989.078	304987.772	2751521.432	305241.933	2752069.183
305063.511	2751981.843	304993.950	2751520.613	305241.111	2752220.350
305063.413	2751981.943	305007.432	2751465.634	305238.034	2752390.773
305055.563	2751980.259	305037.198	2751469.634	305235.579	2752429.312
305056.380	2751976.987	305031.982	2751484.061	305234.576	2752431.495
305050.190	2751975.791	305041.223	2751488.170	305232.773	2752437.322
305057.531	2751946.391	305051.628	2751492.797	305234.841	2752450.121
305037.540	2751876.575	305065.843	2751500.460	305241.553	2752480.425
305022.525	2751872.656	305089.942	2751520.620	305243.597	2752487.400
305025.988	2751864.955	305082.244	2751535.067	305246.676	2752496.971
305029.675	2751849.390	305088.309	2751532.834	305250.484	2752508.205
305033.130	2751831.506	305303.544	2751626.639	305252.332	2752516.306

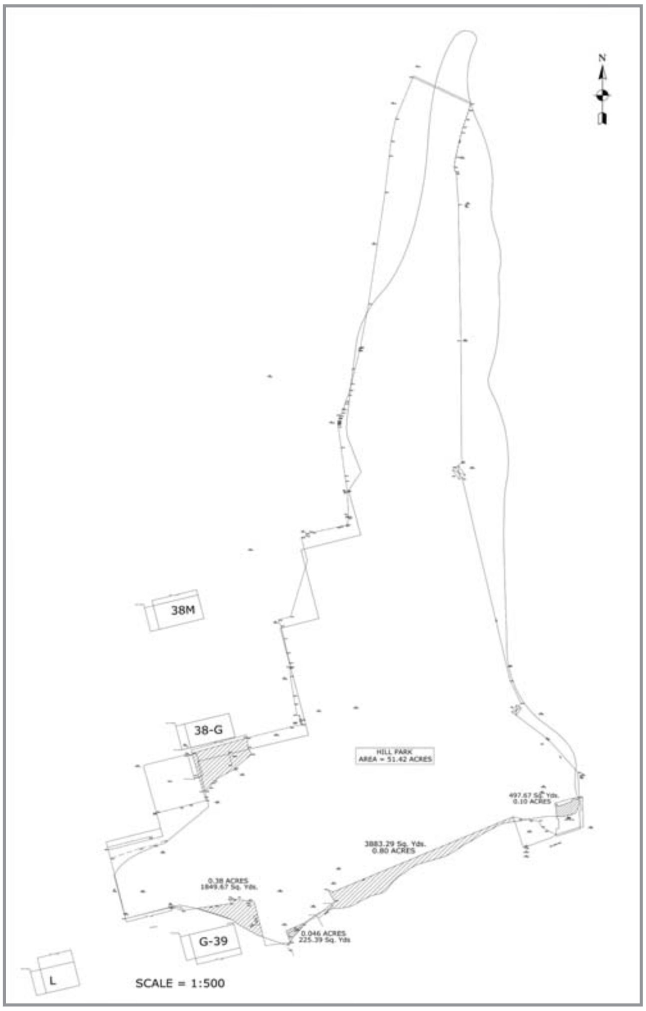

کووڈ-۱۹/ اور کراچی میں شہری ترقیات کے لیے سبق

وبائیں تاریخی طور پر نہ صرف مختصر المیعاد بلکہ طویل المیعاد اثرات مرتب کرتی ہیں کہ ہم کیسے اپنے شہری علاقوں کا انتظام کرتے ہیں۔ فلاڈلفیا میں 1793ء کی زرد بخار کی وبا کے نتیجے میں شہر کے منتظمین منظم طور پر گلیوں کی صفائی، گٹروں کو صاف کرنے اور کچرا اٹھانے کا نظام بنانے پر مجبور ہوئے۔ یہ عمل آئندہ چند عشروں میں پورے امریکہ میں شہری خدمات کے عمل کا حصہ بن گیا۔ اس غلط تصور کہ گندے پانی سے اٹھنے والی بدبو سے ہیضہ جیسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، کے نتیجہ میں لندن میں دنیا کا پہلا زیرزمین جدید سیوریج سسٹم تخلیق ہوا۔ مزید برآں سڑکوں کے اطراف پختہ فٹ پاتھ بنائے گئے اور سڑکوں کو چوڑا اور ہموار کیا گیا تاکہ پانی کو ایک جگہ ٹھہرنے سے روکا جاسکے۔

وکٹوریہ بند جواب ہمارے شہری شعور کا ایک لازمی جز ہے، مکمل طور پر ایک وباء کی پیداوار ہے۔ ۱۹/ویں صدی میں عالمی پیمانے پر پھیلنے والی ہیضہ کی وباء (بشمول 1850ء کے اوائل میں صرف لندن میں دس ہزار سے زائد افراد موت کے گھاٹ اتر گئے) کے بغیر ہمیں ایک نئے اور جدید سیوریج سسٹم بنانے کی ضرورت کا خیال بھی نہیں آتا اور جورف بیزلیگٹ ناقابل فراموش سول انجینئرنگ کے کارنامے کا پتہ بھی نہیں چلتا جنھوں نے گندے پانی کو محفوظ طریقے پر دریا کے نچلے حصہ تک پہنچانے کا نظام تخلیق کیا تاکہ اسے پینے کے پانی کی فراہمی کی لائنوں سے دور رکھا جاسکے۔

عالمی وباء کووڈ ۱۹/ کے پھیلاؤ نے ہمارے شہری نظاموں کے اندر موجود کئی خامیوں کو اجاگر کیا ہے۔ درحقیقت یہ خرابیاں ان حالات کو بڑھاوا دے سکتی ہیں جن سے بڑے پیمانے پر بیماری کا پھیلاؤ ہوسکتا ہے۔ فی الوقت شہری منصوبہ بندی کے ماہرین عالمی پیمانے پر عوامی جگہوں کی نقشہ بندی، شہری حرکت پذیری اور شہری رہائش کے تصور میں نئی ایجادات کر رہے ہیں جس سے شہروں کو مزید محفوظ اور ماحول دوست بنانے میں مدد مل سکے جو نہ صرف وبائی مدت کے دوران مفید ہو بلکہ ایک طویل عرصے تک شہری زندگی کے لیے فائدہ مند ہو۔ بشمول ایسی پالیسیوں اور انفراسٹرکچر کی تخلیق جو پیدل چلنے والوں اور سائیکل چلانے کے رجحان کو فروغ اور ساتھ ہی ساتھ عوامی جگہوں کے لیے بہتر معلوماتی تکنیک اور ایجادات میں جدید مواد فراہم کرسکے تاکہ ان عوامی جگہوں کو بہتر طریقے پر ڈیزائن کیا جاسکے۔

اس مسئلہ پر فی الحال بحث جاری ہے کہ گنجان آبادی اور کچی آبادیاں کووڈ ۱۹/ کے پھیلاؤ میں بڑھاوا دے رہی ہیں یا نہیں۔ جب کہ ابھی تک سلسلے میں کوئی واضح ثبوت سامنے نہیں آیا ہے لیکن تاریخی طور پر یہ واضح ہے کہ ان کے درمیان یقینی طور پر ایک ربط موجود ہے کہ غیر منصوبہ بند گنجان آبادیاں اس کی رفتار کو دوگنا کردیتی ہیں یا شہری سہولیات کی عدم موجودگی نہ صرف وبائی مدت کے دوران بلکہ عام حالات میں بھی بیماروں کے پھیلاؤ کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

جراثیم کے نظریہ کے وجود سے قبل بھی لوگ چھوٹے گھروں میں رہنے کو صحت کے لیے نقصان دہ سمجھتے تھے۔ وکٹورین عہد میں عام طور پر یقین کیا جاتا تھا کہ بودار بخارات کے اخراج (Miasma) سے بیماریوں کے پھیلاؤ کو بڑھاوا ملتا ہے جس نے ۱۹/ویں صدی میں لندن کی کچی آبادیوں کو صاف کرنے کے لیے جواز فراہم کیا۔ 2003ء کے دوران جب سارس (SARS) کی وبا پھیلی تو ہانگ کانگ کی امائے گارڈن ہاؤسنگ اسٹیٹ جو ایک گنجان آبادی والا علاقہ ہے، اس کی سیوریج کی لائنوں سے خطرناک اور جان لیوا جراثیم کا اخراج ہو رہا تھا۔

کراچی کی صورت حال یہ ہے کہ قبضہ کی گئی زمینوں پر قائم غیر منصوبہ بند آبادیوں شہر کی نصف سے زائد آبادی رہائش پذیر ہے جن میں سے زیادہ تر میں سیوریج کی سہولیات نہیں ہیں۔ مزید برآں شہر کا پھیلاؤ ماسٹر پلان کے بغیر ہوا اور زیادہ تر ترقیات نجی اور سیاسی مافیا کے مفادات کی وجہ سے پیدا ہونے والے گٹھ جوڑ کے تحت کی گئیں۔ اس کے نتیجہ میں اراضی کو مالی فائدے کی چیز سمجھا گیا۔ بجائے اس کے کہ اراضی کو لوگوں کی فلاح و بہبود کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا۔ بڑھتی ہوئی رہائشی اور تجارتی ضروریات نے ناقص منصوبہ بند گنجان اور افقی عمارتوں کی تعمیرات کو بڑھاوا دیا جن میں سماجی اور ماحولیاتی تحفظ کی ضروریات کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ 2004ء میں مرکزی شاہراہوں کو کمرشلائز کرنے کی پالیسی اور High Dansity Zones and The Densification Act کے اعلان نے شہر کی کمزوری میں اضافہ کیا اور اس کے سماجی، ماحولیاتی اور اقتصادی دباؤ کو بڑھاوا دیا۔

تاہم ضرورت اس حقیقت کو تسلیم کرنے کی ہے کہ گنجان اور افقی پھیلاؤ بذات خود کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عالمی پیمانے پر آج کل باہم مربوط شہروں کو ترجیح دی جارہی ہے اور شہری پھیلاؤ کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے کیونکہ باہم مربوط شہروں میں کہیں زیادہ توانائی کی بحث ہوتی ہے اور ان میں مستحکم ٹرانسپورٹ اور شہری

سہولیات کی فراہمی کے لیے آسانی سے منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے جس کی وجہ سے رہائش پذیر برادریاں باہمی طور پر زیادہ جڑی رہ سکتی ہیں۔ تاہم مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایسی شہری گنجانیت میں ماحولیاتی اور سماجی اطوار کا انتظام نہ کیا جائے۔

(برینٹ ٹوڈرین جو ایک مشہور شہری منصوبہ بند ماہر اور وینکوور، برٹش کولمبیا کے لیے سابق منصوبہ ساز ہیں، نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے انہوں نے کہا: 'بہتر تعمیر میں زیادہ کھلی جگہ دے کر گنجانیت ہو سکتی ہے۔ آپ کے پاس گنجان آباد علاقے ہیں اور پھر بھی آپ کے پاس کھلی جگہ اور فطری ماحول موجود ہے۔ ہمارے پاس مثالیں ہیں کہ ہم کامیابی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ ہمیں دوبارہ مڑنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی مرکزی گلیوں میں فٹ پاتھوں کی چوڑائیوں کے بارے میں دوبارہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ عمارتوں کے لیے زیادہ استعمال ہونے والی بالکونیوں کی تفصیلات کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ بلند اور گنجان رہائش کی بہتر نقشہ بندی کیسے کی جائے۔ میں کہتا ہوں 'یاد کرو' کیونکہ ہمارے پاس گذشتہ وباؤں کے نتیجہ میں تعمیر ہونے والی تاریخی عمارتیں ہیں جو ہمیں بہت کچھ بتاتی ہیں کہ ہمیں نئی عمارتوں کی نقشہ بندی کیسے کرنی چاہیے۔ اچھی خبر یہ ہے کہ کئی عمارتوں کی نقشہ بندی میں بہتری آئی ہے جس کی وجہ سے سرسبز جگہ میں اضافہ ہوا ہے اور ہریالی عمارتوں کو جراثیم سے محفوظ کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اس میں دیگر چیزیں بھی شامل کی جاسکتی ہیں مثلاً ہال کے راستوں میں زیادہ جگہ جو عمارت کی فٹ پاتھوں کے لیے ضروری ہے، بہتر اور کشادہ سیڑھیاں، زیادہ کھلی جگہ اور عمارت کے اندر اور باہر قدرتی عناصر کے لیے مواقع، ہوا کے بہتر طور پر گزرنے کے لیے قدرتی ہوادار گذرگاہ، زیادہ استعمال کے قابل سہولیات مثلاً ذاتی بالکونیاں اور مشترکہ احاطے وغیرہ۔ عمارتیں جن میں احاطوں کی اچھی طرح نقشہ بندی کی گئی ہو، وباء کے دوران لوگوں کے لیے صحیح معنوں میں مفید ثابت ہوتے ہیں لیکن ہم ایسا شاذونادر ہی کرتے ہیں۔'

کراچی جیسے شہر کے لیے اس وباء سے سنجیدہ سبق سیکھنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اپنے شہر کو مزید محفوظ، زیادہ ماحول دوست اور شہری مساوات کے نمونوں سے زیادہ قریب لانے میں مدد مل سکتی ہے۔ ہمیں فوری عمل اور ہنگامی بنیادوں پر پالیسی کے نفاذ کی ضرورت ہے اور شہر میں سستی رہائشی عمارات کی ترقی کے قابل بنانے کے لیے طریقہ کار اور قواعد نافذ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شہر میں رہنے والے غریب افراد کی رہائشی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ ہمارے ریجن میں ایسے سستے اور مستحکم رہائشی منصوبوں کی متعدد مثالیں موجود ہیں جن کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے اور ہماری خصوصی ضروریات کے لیے انہیں اپنایا جا سکتا ہے۔ مزید برآں ہمیں اس امر پر بھی دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ شہر میں مستحکم منصوبہ بندی کے اصولوں کے تحت افقی پھیلاؤ کیسے قابل قبول بنایا جا سکتا ہے اور اس کا شہر کے ماحول پر کوئی نقصان دہ اثر نہ پڑے اس کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں اپنی حالیہ علیحدہ منصوبہ بندی کی پالیسیوں پر از سرِ نو غور کرنا ہوگا اور اس کے بجائے ہمیں بہتر اور مربوط حکمت عملی پر مشتمل پالیسیوں کو اپنانا ہوگا جس سے آبادی کے توازن کی ضرورت کو برقرار رکھنے میں مدد ملے گی اور شہر کے ماحول اور ہمارے شہری انفرااسٹرکچر کی وسعت میں بہتری آئے گی۔

کڈنی ہل (رقبہ 225ء 62 ایکڑ)

آئینی پٹیشن نمبر 09/2010

'کراچی میں سرکاری اراضی کی رہائشی یا تجارتی مقاصد کے لیے تبدیلی'

امبر علی بھائی (جنرل سیکرٹری، شہری ۔ سی بی ای) اور امرہ جاوید (رکن منتظمہ کمیٹی شہری) نے سپریم کورٹ کراچی رجسٹری میں آئینی پٹیشن نمبر 09/2010 کی 6 اور 7 فروری 2020ء کو ہونے والی سماعت کے دوران اپنا بیان ریکارڈ کرایا اور معزز عدالت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ گذشتہ تین سے زائد عشروں میں کراچی کے بیشتر پارکس اور رفاہی جگہوں کو غیر قانونی طور پر حکومت پاکستان اور حکومت سندھ کے معزز سرکاری محکموں بشمول کے ڈی اے، ایم ڈی اے، ایس بی سی اے، کے ایم سی، لوکل گورنمنٹ ڈپارٹمنٹ اور کنٹونمنٹ بورڈ نے بری نیت سے شہر کراچی اور کراچی کے باشندوں کے وسیع تر عوامی مفادات کے خلاف عام لوگوں کو، لیز، لائسنس، سب لیز اور فروخت کردیا۔

امبر علی بھائی نے اس امر کی بھی نشاندہی کی کہ کڈنی ہل کی مکمل 62 ر ایکڑ زمین ابھی تک خالی نہیں کرائی گئی ہے کڈنی ہل کی ساڑھے سات ایکڑ اراضی پر ابھی تک مختلف افراد کا قبضہ ہے اور اس اراضی پر مختلف مکانات اور ایک اسکول بنام فاؤنڈیشن پبلک اسکول ابھی تک قائم ہیں۔ معزز سپریم کورٹ نے کمشنر کراچی کو حکم دیا تھا کہ وہ بقایا سات ایکڑ اراضی سے تمام غیر قانونی تجاوزات کو ہٹانے کے عمل کو یقینی بنائیں۔

جنرل سیکرٹری شہری ۔ سی بی ای نے سپریم کورٹ کراچی رجسٹری میں ایک تحریری درخواست بھی جمع کرائی کہ آئینی پٹیشن نمبر 09/2010 میں معزز عدالت کی معاونت کرنے کے لیے ایک ضروری

افتخار شلوانی ۔ کمشنر کراچی، ڈاکٹر سیّد سیف الرحمٰن ۔ میونسپل کمشنر کے ایم سی، احمد علی صدیقی ۔ ڈپٹی کمشنر کراچی ایسٹ، ساجدہ قاضی ۔ اسسٹنٹ کمشنر فیروز آباد، امبر علی بھائی ۔ جنرل سیکریٹری شہری سی بی ای، امرہ جاوید ۔ رکن مجلس منتظمہ اور انجینئر پرویز صادق ۔ رکن مجلس منتظمہ شہری سی بی ای، کڈنی ہل پارک کا دورہ کررہے ہیں۔ (22-02-2020)

مدعی کی حیثیت سے شامل ہونے کی اجازت دی جائے تاکہ کراچی کے باشندوں کے وسیع تر عوامی مفادات کے لیے فطری انصاف، مساوات اور شفافیت کے اصولوں پر عمل کیا جا سکے۔

22 فروری 2020 کو کمشنر کراچی ڈویژن افتخار شلوانی نے میونسپل کمشنر ڈاکٹر سیّد سیف الرحمٰن، ڈپٹی کمشنر کراچی شرقی احمد علی صدیقی، ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی کمال شیخ، اسسٹنٹ کمشنر شرقی ساجدہ قاضی کے ہمراہ کڈنی ہل پارک کا دورہ کیا۔ شہری ۔ سی بی ای کے نمائندگان امبر علی بھائی، امرہ جاوید اور انجینئر پرویز صادق بھی اس موقع پر کڈنی ہل پارک میں موجود تھے۔ اس میٹنگ کے دوران یہ طے کیا گیا کہ علاقے کا ایک نیا سروے کرایا جائے۔

سروے کو حتمی شکل دینے کے لیے اسسٹنٹ کمشنر شرقی کے دفتر میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا جس میں ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی، اسسٹنٹ کمشنر شرقی اور شہری ۔ سی بی ای کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اور سروے کے ٹی او آر باہمی رضامندی سے طے کیے گئے۔

24 اور 25 فروری 2020ء کو کنسلٹنٹ ندیم بیگ نے سطح مرتفع (Plateau) اور کڈنی ہل کی ڈھلانوں کا طبعی سروے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن شرقی، لینڈ ڈپارٹمنٹ (کے ایم سی اور شہری ۔ سی بی ای کے نمائندوں کی موجودگی میں صبح 9 سے شام 6 بجے تک کیا۔

26 اور 27 فروری 2020ء کو ٹیم ڈی سی ایسٹ کے دفتر میں اکٹھی ہوئی اور کڈنی ہل کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا۔ مندرجہ ذیل حقائق ریکارڈ پر لائے گے: 1-7 نومبر 1966ء کا ایک گزٹ نوٹیفکیشن دریافت ہوا لیکن ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ کی جانب

سے کڈنی ہل کا کوئی مصدقہ نقشہ نہیں دیا گیا اس لیے ہمارے کام کے لیے مقدمہ نمبر 1582/97 میں ناظر سندھ ہائی کورٹ کی جانب سے جمع کرایا گیا نقشہ ہی استعمال کیا گیا جسے شہری سی بی ای نے اراکین کے سامنے رکھا۔ 1973ء کا نقشہ ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی کو پیش کیا گیا کیونکہ ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ کی طرف سے پیش کردہ نقشہ غیر تصدیق شدہ تھا اس لیے ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی ناظر ہائی کورٹ سندھ کی جانب سے دیئے گئے نقشہ کے استعمال پر رضا مند ہوگئی۔ مزید برآں موجودہ چیف جسٹس سپریم ہائی کورٹ آف پاکستان کے 6/اگست 2019ء کو دیئے گئے فیصلے کے پیراگراف نمبر 10 اور 11 میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کسی بھی سوسائٹی کا کڈنی ہل کی زمین پر دعویٰ قابل قبول نہیں ہے۔ اس لیے اراضی پر قائم تمام تجاوزات کو منہدم کرنا ہوگا۔

2۔ سروے میں مندرجہ ذیل ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا۔

- سوکیا (جاپان) ٹوٹل اسٹیشن سروے کی ڈاٹا پروسیسنگ کے لیے ایس ڈی آر ڈیزائن اور نقشہ بندی کے لیے استعمال کیا گیا اور آٹو کیڈ پر اس کی ڈرائنگ کو حتمی شکل دی گئی۔ یہ تمام عمل ندیم بیگ نے میسرز مشتاق اینڈ بلال، مسٹر بلال ڈپٹی ڈائریکٹر لینڈ کے ایم سی اور شہری کی ٹیم کی نمائندگی کرتے ہوئے کیا۔
- سیٹلائٹ امیج کے لیے نوریز احمد (موبائل فون: 0333-7592245) نے جو ایک پرائیوٹ کنسلٹنٹ ہیں اور کے ایم سی کی نمائندگی کر رہے ہیں، ARC GIS سافٹ ویئر کا استعمال کیا۔

3۔ طبعی سروے اور نقشہ بندی نے اس امر کی تصدیق کی کہ کڈنی ہل کی تقریباً 34ء6 ایکڑ اراضی پر ناجائز تجاوزات قائم ہیں اور یہ قبضہ فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی اور اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کی جانب سے کیا گیا ہے۔

4۔ فاؤنڈیشن پبلک اسکول نے 3ء1 ایکڑ اراضی پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ فاؤنڈیشن پبلک اسکول کو 16/مارچ 2020ء کو ایک نوٹس جاری کیا جاچکا ہے جس میں اسسٹنٹ کمشنر فیروز آباد کو اراضی واگذار کرانے کے لیے کہا گیا ہے (نوٹس منسلک ہے) فاؤنڈیشن پبلک اسکول نے اپنا فرنیچر ہٹانا شروع کردیا لیکن اب انہوں نے اسے روک دیا ہے۔ کے ایم سی نے عمارتی ڈھانچہ کو مسمار کرنے سے انکار کردیا ہے کیونکہ وہ کڈنی ہل کی اراضی پر اس غیر قانونی قبضہ کی سازش میں شامل ہے۔

5۔ سروے کے دوران یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ کڈنی ہل میں عارضی مسجد کے عقب میں موجود پلاٹ جس پر کے ایم سی کے مطابق عارضی مسجد کو منتقل کیا جائے گا، درحقیقت رفاہی پلاٹ نمبر 137 (رقبہ 22ء1 ایکڑ) کا حصہ ہے جو فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہے اور ایک پارک کے لیے مختص ہے۔ کے ایم سی اسے کڈنی ہل کی حدود کے اندر ظاہر کررہی ہے۔ مقدمہ نمبر 1582/97 میں 20/اپریل 2018ء کو جاری کیئے گئے حکم اور ناظر کی جانب سے 14 اکتوبر 1998ء کو دی گئی رپورٹ اور ہمارے سروے سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کڈنی ہل کی اراضی نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کا پلاٹ نمبر 137 ہے۔

کووڈ19 کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے پلاٹ نمبر 137 کے 1438-88 مربع گز رقبہ پر کے ایم سی نے مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ کے ایم سی نے اسے پلاٹ 20 کڈنی ہل ظاہر کیا ہے (کے ایم سی چالان مورخہ 16 مارچ 2016)۔ ایس بی سی اے سرٹیفکیٹ مورخہ 3 اکتوبر 2016ء منسلک ہے۔

فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کا اصل پلاٹ نمبر 137 کی رفاہی حیثیت ہے جس کا رقبہ 22ء1 ایکڑ (80ء5904 مربع گز) ہے۔ مسجد 88ء1438 مربع گز اراضی پر تعمیر کی گئی ہے جبکہ اصل پلاٹ کی بقایا 4466 مربع گز اراضی غائب ہے۔ اس اراضی کو فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی اور کے ایم سی کی ملی بھگت سے نجی رہائش کے لیے غیر قانونی طور پر الاٹ کردیا گیا ہے۔

فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی اور کے ایم سی کے درمیان یہ تبادلہ فاؤنڈیشن پبلک اسکول کو سہولت پہنچانے کے لیے کیا گیا ہے جسے کڈنی ہل میں 3ء1 ایکڑ اراضی دی جاچکی ہے۔

کڈنی ہل میں پلاٹوں کی تقسیم اور اس میں سے پلاٹ نکالنے کا پیچیدہ اور گھناؤنا کھیل صرف اس لیے کھیلا جاسکا کہ پارک کی زمین کے باقاعدہ نوٹیفکیشن میں کوئی شفافیت نہیں ہے اس اسکینڈل کا ابھی تک خلاصہ نہیں کیا جاسکا ہے کیونکہ وکلاء، کے ایم سی اور مفاد یافتہ افراد ابھی تک حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔

6۔ فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی میں ناجائز تجاوزات۔

فاران کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے مندرجہ ذیل پلاٹوں نے کڈنی ہل کی اراضی پر ناجائز قبضہ کیا ہے اور ان پر مکانات تعمیر کیے جاچکے ہیں۔ ان کے رقبہ اور ملکیت کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

نمبر شمار	پلاٹ نمبر	نمبر شمار	پلاٹ نمبر	نمبر شمار	پلاٹ نمبر
1	81، فاران سی ایچ ایس	9	90، فاران سی ایچ ایس	17	104، فاران سی ایچ ایس
2	82، فاران سی ایچ ایس	10	91، فاران سی ایچ ایس	18	105، فاران سی ایچ ایس
3	83، فاران سی ایچ ایس	11	98، فاران سی ایچ ایس	19	106، فاران سی ایچ ایس
4	84-B، فاران سی ایچ ایس	12	99، فاران سی ایچ ایس	20	107، فاران سی ایچ ایس
5	86، فاران سی ایچ ایس	13	100، فاران سی ایچ ایس	21	108، فاران سی ایچ ایس
6	87، فاران سی ایچ ایس	14	101، فاران سی ایچ ایس	22	109، فاران سی ایچ ایس
7	88، فاران سی ایچ ایس	15	102، فاران سی ایچ ایس	23	110، فاران سی ایچ ایس
8	89، فاران سی ایچ ایس	16	103، فاران سی ایچ ایس	24	111، فاران سی ایچ ایس

7- اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کی جانب سے کیا جانے والا ناجائز قبضہ

اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے مندرجہ ذیل پلاٹوں نے کڈنی ہل پارک کی اراضی پر ناجائز قبضہ کیا ہے جن کے بارے میں ہم جانتے ہیں اور کے ایم سی لینڈ ڈپارٹمنٹ کے پاس اس کی فہرست موجود ہے۔

1- پلاٹ نمبر 45-44، اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی

مندرجہ بالا پلاٹوں پر تجارتی فلیٹوں پر مشتمل عمارت تعمیر کی جا چکی ہے۔ مقدمہ نمبر 266/2006 میں سندھ ہائی کورٹ کے ناظر کی معائنہ رپورٹ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ کڈنی ہل کی تقریباً 20 فٹ ڈھلان پر پلاٹ کا سائز بڑھانے کے لیے قبضہ کرلیا گیا ہے۔

2- پلاٹ نمبر 35 اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی

3- پلاٹ نمبر 41 اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی

یہ نئی زیرِ تعمیر تجاوزات 20 فروری 2020ء کو رپورٹ کی گئیں۔

اوورسیز کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی، الریاض کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی اور روہیل کھنڈ کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے متعدد پلاٹوں کو کڈنی ہل کی ڈھلانوں سے قطع کیا گیا ہے اور ان کے رقبہ کو بڑھایا گیا ہے یہ سب کچھ سوسائٹیوں، کے ڈی اے، ایس بی سی اے اور کے ایم سی کی ملی بھگت سے ہوا۔ ہم کے ایم سی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی شناخت کی جائے۔ آج کی تاریخ تک کڈنی ہل پارک کے حتمی رقبے اور تجاوزات سے متعلق کوئی رپورٹ نہیں آئی ہے جو مندرجہ ذیل لے:

الف) تعمیر شدہ 26ء56 ایکڑ

ب) کل تجاوزات 34ء6 ایکڑ جس میں فاؤنڈیشن پبلک اسکول کا 31ء1 ایکڑ بھی شامل ہے

تعمیر شدہ:-۔۔۔۔ 26ء56 ایکڑ

کل تجاوزات:-۔۔۔ 34ء6 ایکڑ

کل رقبہ 60ء62 ایکڑ

یہ کڈنی ہل پارک کی حتمی پیمائش ہے۔

KARACHI METROPOLITAN CORPORATION

Bank Deposit Challan

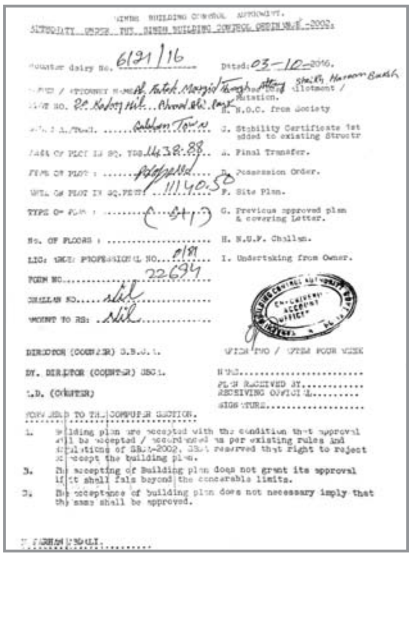

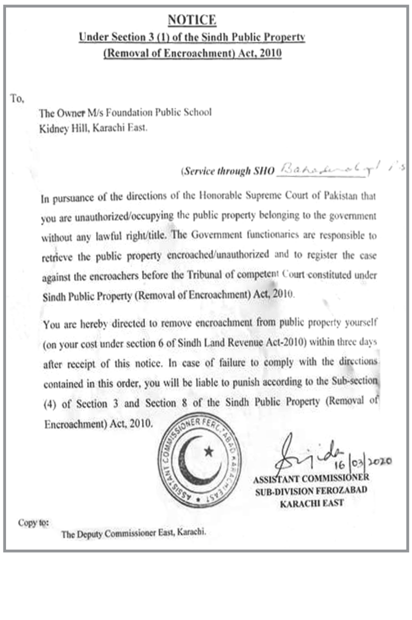
NOTICE

Under Section 3 (1) of the Sindh Public Property (Removal of Encroachment) Act, 2010

To,

The Owner M/s Foundation Public School
Kidney Hill, Karachi East.

(Service through SHO Bahadurabad P.S

In pursuance of the directions of the Honorable Supreme Court of Pakistan that you are unauthorized/occupying the public property belonging to the government without any lawful right/title. The Government functionaries are responsible to retrieve the public property encroached/unauthorized and to register the case against the encroachers before the Tribunal of competent Court constituted under Sindh Public Property (Removal of Encroachment) Act, 2010.

You are hereby directed to remove encroachment from public property yourself (on your cost under section 6 of Sindh Land Revenue Act-2010) within three days after receipt of this notice. In case of failure to comply with the directions contained in this order, you will be liable to punish according to the Sub-section (4) of Section 3 and Section 8 of the Sindh Public Property (Removal of Encroachment) Act, 2010.

16/03/2020

ASSISTANT COMMISSIONER
SUB-DIVISION FEROZABAD
KARACHI EAST

Copy to:
The Deputy Commissioner East, Karachi.

Mr. Nadeem Baig (Consultant) and Mr. Bilal Khan Deputy Director Land KMC conducing survey of Kidney Hill Park (24-02-2020)

Mr. Nadeem Baig (Consultant) and Mr. Bilal Khan Deputy Director Land KMC conducing survey of Kidney Hill Park (24-02-2020)

KIDNEY HILL PARK

JOINT SURVEY AND DEMARCATION UNDER THE SUPERVISION OF THE DISTRICT ADMINITRATION (EAST), KMC LAND DEPARTMENT AND SHEHRI -CBE

FROM DATED: FEB. 24 TO 27, 2020 Surveyor by M/s Bilal S. Mustafa, Surveyor Co.

COORDINATES

EASTING	NORTHING
305680.513	2753363.210
305723.028	2753372.676
305772.989	2753385.374
305817.493	2753397.868
305827.439	2753402.593
305836.869	2753408.453
305848.715	2753418.218
305857.812	2753427.528
305869.986	2753442.043
305883.870	2753459.072
305891.459	2753468.087
305897.480	2753462.559
305912.106	2753479.336
305930.002	2753466.052
305941.500	2753453.974
305953.445	2753437.523
305965.157	2753420.261
305978.110	2753413.934
305989.634	2753409.777
306003.600	2753407.835
306016.162	2753405.890
306023.706	2753400.719
306032.788	2753388.909
306039.624	2753379.492
306049.686	2753372.212
306060.079	2753366.274
306072.864	2753358.692
306082.866	2753351.232
306092.357	2753346.572
306097.401	2753346.212
306101.609	2753349.144
306113.228	2753364.091
306131.962	2753368.120
306143.067	2753370.663
306152.408	2753374.082
306171.340	2753380.614
306189.342	2753386.682
306205.406	2753391.001
306216.482	2753392.949
306225.751	2753391.778
306233.960	2753390.053
306239.470	2753385.265
306241.162	2753380.801
306238.263	2753372.136
306234.261	2753366.170
306195.699	2753320.626
306183.929	2753323.715
306172.098	2753325.844
306159.435	2753326.776
306145.434	2753325.083
306131.500	2753322.069
306118.766	2753318.558
306084.741	2753307.791
306070.614	2753303.351
306057.090	2753298.467

COORDINATES

EASTING	NORTHING
306047.085	2753293.464
306034.680	2753287.407
306022.905	2753280.538
306008.778	2753268.975
306001.212	2753262.783
305992.442	2753254.057
305984.061	2753245.751
305976.309	2753236.359
305970.002	2753228.535
305962.588	2753219.160
305956.430	2753210.670
305948.614	2753199.617
305943.163	2753187.878
305940.349	2753179.373
305937.127	2753164.626
305934.374	2753141.701
305935.359	2753105.891
305936.545	2753085.462
305938.531	2753071.920
305942.783	2753062.060
305944.932	2753057.008
305944.941	2753052.616
305944.190	2753047.435
305938.926	2753038.041
305935.097	2753029.619
305931.926	2753020.123
305930.018	2753009.241
305928.560	2752998.289
305929.291	2752987.821
305930.350	2752977.519
305934.235	2752963.880
305935.813	2752951.570
305923.384	2752944.784
305912.058	2752937.391
305893.726	2752924.042
305875.367	2752909.364
305851.608	2752893.167
305836.852	2752883.404
305810.386	2752866.147
305804.174	2752860.940
305791.005	2752849.686
305776.890	2752839.044
305769.967	2752832.178
305760.996	2752822.966
305754.714	2752815.496
305749.497	2752807.649
305745.857	2752799.122
305743.347	2752792.857
305740.571	2752783.636
305739.482	2752778.286
305736.608	2752768.713
305733.173	2752756.597
305730.762	2752746.023
305728.384	2752733.210
305729.574	2752720.771

COORDINATES

EASTING	NORTHING
305731.523	2752710.608
305736.885	2752697.897
305740.348	2752690.320
305744.117	2752681.470
305746.173	2752676.202
305748.212	2752667.657
305748.387	2752659.192
305747.333	2752650.429
305746.181	2752639.471
305737.138	2752641.271
305695.675	2752650.373
305653.154	2752660.818
305641.188	2752689.278
305615.476	2752699.079
305609.299	2752702.025
305597.172	2752717.389
305588.631	2752746.295
305573.442	2752799.257
305562.943	2752833.453
305557.202	2752853.887
305549.977	2752877.735
305539.479	2752913.741
305525.913	2752959.557
305522.427	2752974.016
305535.301	2753027.435
305545.555	2753065.994
305543.951	2753084.360
305573.138	2753115.761
305576.749	2753159.990
305582.179	2753207.453
305587.272	2753237.803
305591.224	2753266.852
305594.522	2753292.624
305635.406	2753303.716
305630.493	2753324.760
305625.252	2753349.244

DIRECTOR LAND
Karachi Metropolitan Corporation

For Shehri-CBE
Amber Alibhai
Gen Secy
3-3-2020

03/03/2020
Assistant Commissioner &
Special Magistrate Ferozabad
Karachi East

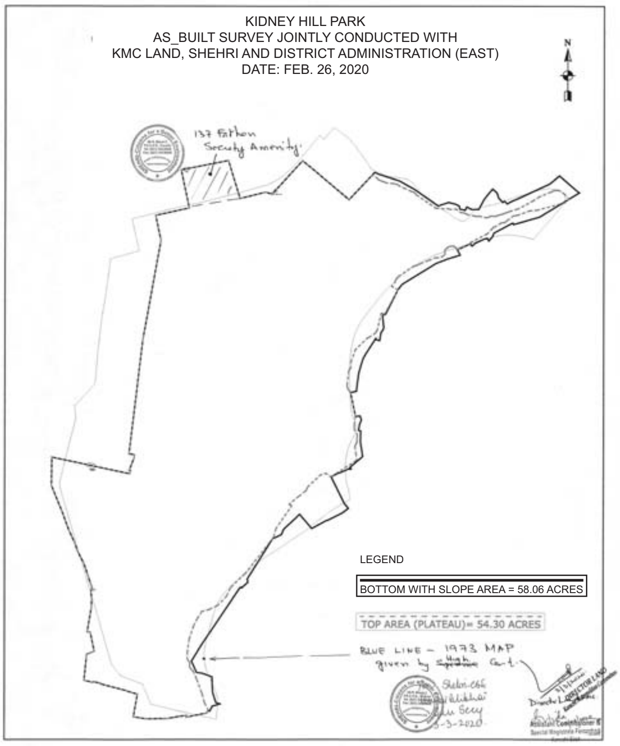

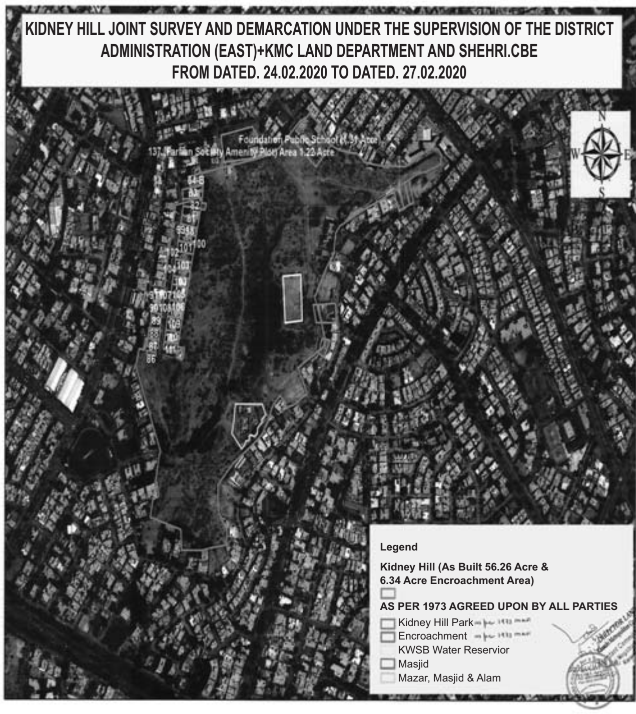

کراچی اور سندھ اربن اینڈ ریجنل ماسٹر پلان اتھارٹی
ایکٹ ۔ 2019 (Surmpa-2019)

دانش آذر زوبی

وہ لوگ جنھوں نے گذشتہ پانچ دہائیوں کے دوران کراچی کی پرآشوب اور دلخراش تاریخ کا مشاہدہ کیا ہے، اچھی طرح جانتے ہیں کہ مختلف سیاسی ادوار میں کراچی کے ساتھ سونے کے انڈے دینے والی مرغی کا سلوک کیا گیا ہے جسے متواتر ذبح کیا گیا اور پھر اسے اگلے حکمرانوں کے لیے سسکتا چھوڑ دیا گیا لیکن کراچی حکمرانوں کے ظالمانہ سلوک کے باوجود اپنی بقاء کی جنگ لڑتا رہا ہے۔ ہماری سوچ ابھی تک بہت زیادہ نوآبادیاتی ہے شاید یہ ہماری سرشت میں ہی نہیں ہے کہ ہم اختیارات کو نچلی سطح تک تفویض کریں خاص طور پر اس وقت جب اس کا تعلق مالی مفادات سے ہو۔ وفاقی اور صوبائی حکمرانوں کے لیے یہ بہت مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ اس شہر کی حکومت اور اختیار اپنے ہاتھوں سے نکلنے دیں۔

کراچی کے لیے سندھ اربن اینڈ ریجنل ماسٹر پلان اتھارٹی (Surmpa-2019) سابقہ ایسی ہی متعدد ایجنسیوں اور اداروں کی طرح ہے جنھوں نے کراچی کے لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہی کیا ہے کیونکہ اس کا زمینی حقائق سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کراچی کے لیے متعدد ماسٹر پلان اور اس سے متعلق بل بنائے گئے جن میں سے صرف ایک میونسپل سٹی گورنمنٹ نے 2006ء میں تخلیق کیا۔ جس میں اختیارات اور حکمرانی کو مقامی سطح تک منتقل کرنے کی سنجیدہ کوشش کی گئی لیکن بدقسمتی سے یہ منصوبہ بھی ناکامی سے دوچار ہوگیا۔ کراچی 2020ء کے لیے ایک منصوبہ بنایا گیا جو صرف کاغذوں تک محدود رہا کیونکہ نئی صوبائی حکومت ابھی تک کراچی کے لیے نئے منصوبے بنا رہی ہے۔

اس حقیقت کو دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کراچی جو معاشی دارالحکومت، دنیا سے رابطے کا ذریعہ اور معاشی اور پیداواری بڑھوتری کا انجن ہے اور وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو رواں دواں رکھنے میں اپنا سب سے زیادہ حصہ ڈالتا ہے، کراچی وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرتا ہے لیکن اس کو اس کی ضرورت کے لیے مناسب فنڈز فراہم نہیں کئے جاتے۔ کراچی ہر سال ذریعہ معاش کی تلاش میں آنے والے لاکھوں لوگوں کو پناہ دیتا ہے۔ ایک مثالی سیاسی نظام میں اسے ایک معاشی جنت میں تبدیل ہوجانا چاہیے تھا لیکن بدقسمتی سے یہ سیاسی خلفشار کی جگہ اور جنگ وجدال کا میدان بنا رہا ہے۔ مرکزیت کی حامی اسٹیبلشمنٹ کی نوآبادیاتی فطرت، پسماندہ صوبائی نظام، بدعنوان انتظامیہ اور مقامی حکومت کی مکمل عدم موجودگی نے کبھی 'روشنیوں کا شہر' کی شہرت رکھنے والے شہر کو دنیا کے سب سے زیادہ ناقابل رہائش شہروں میں سے ایک کی حیثیت میں تبدیل کردیا ہے۔

یہاں کوئی منصوبہ کامیاب کیوں نہیں ہوتا

المیہ یہ ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کراچی ایک عام شہر کی طرح کیوں نہیں ہے۔ کیوں کوئی چیز کام نہیں کرتی، کیوں کوئی منصوبہ بندی کامیاب نہیں ہوتی؟ یہ ایک عام فہم بات ہے کہ اس کی راہ میں ایک سب سے بڑی رکاوٹ شہر کی سیاسی تقسیم اور پارہ پارہ یکجہتی ہے۔ یہاں درجنوں آزاد، خودمختار، وفاقی، فوجی اور صوبائی ادارے، سوسائٹیاں، جو کراچی کی اراضی کی مالک ہیں اور شہری حدود میں اپنے ہی منفرد قواعد وضوابط اور ذیلی قوانین کے تحت کام کرتی ہیں جو بسا اوقات ایک دوسرے سے متصادم ہوتے ہیں۔ اداروں کے درمیان کسی بھی قسم کی کوئی ہم آہنگی نہیں ہے۔ ہم اس امر سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ کوئی بھی شہر نظام کے ناگزیر تیسرے درجے۔ مقامی حکومت۔ کے بغیر کام نہیں کرسکتا جو یہاں تقریباً ناپید ہے۔ صوبائی حکومت تقریباً تمام سہولیات اور میونسپل ذمہ داریوں کو اس مقامی حصے سے لے چکی ہے متعدد ایسے آزاد ادارے تخلیق کردیئے گئے ہیں جو صرف صوبائی حکومت کو جوابدہ ہیں۔

مقامی حکومت

گذشتہ کئی دہائیوں سے کراچی کے لیے حکومتی مشینری کی ازسرنو تشکیل کی تجاویز متواتر سامنے آتی رہی ہیں جس کی بنیاد نچلی ترین سطح 'میونسپل گورنمنٹ' نمونے پر ہو جس میں متعدد آزاد اور بااختیار میونسپل یونٹس ہوں، خواہ عظیم تر کراچی کے لیے 30 یونٹس کے 30 میٹر تک ہی کیوں نہ بنانا پڑیں، جن کی سربراہی ایک لارڈ میئر کرتا ہو جس کے ماتحت تمام شہری سہولیات اور ٹیکسیشن کی ذمہ داریاں، تعلیم، اسپتال، سڑکیں، بندرگاہ، پانی اور سیوریج، پولیس، عدلیہ (مقامی سطح پر)، ٹرانسپورٹ، بجلی، گیس، ماحولیات، منصوبہ بندی وغیرہ ہوں۔ اس نظریہ کے تحت اراضی کے مالک تمام آزاد ادارے اور عوامی سہولیات ایک چھت، ایک واحد خودمختار ادارہ بشمول پورٹ ٹرسٹ اور کنٹونمنٹ بورڈز، کے ماتحت آجائیں گی۔ چھوٹے قابل انتظام میونسپل یونٹس باقاعدہ اختیارات کے ساتھ مؤثر مقامی حکومت، میں کراچی کی یہ تنظیم نو جس کی سربراہی ایک واحد مقامی ادارہ کرتا ہو، شاید کراچی کے مسائل کا واحد حل ہے۔ کیا Surmpa-2019 کا ہدف ایسا انتظام ہے؟ اس میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں۔

کراچی کے سابقہ ماسٹر پلان

تمام سیاسی منشوروں میں بیان کیا جاتا ہے کہ ملک کی سماجی۔ اقتصادی ترقی کا انحصار سیاسی استحکام اور اچھی حکمرانی پر ہے۔ لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں کیا جاسکتا جب تک نظام کے تیسرے درجے، مقامی حکومت، کا وجود نہ ہو۔ پاکستان پیپلزپارٹی نے اپنے 1993ء کے انتخابی منشور میں یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ مؤثر اور جمہوری مقامی حکومت کے ادارے قائم کرے گی لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ 1996ء میں صوبائی حکومت نے کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کو تحلیل کردیا اور اس

کے بجائے 6 مقامی کونسلوں کی تخلیق کا اعلان کیا۔ چھ کونسلوں میں کے ایم سی اور پانچ ضلعی میونسپل کارپوریشنیں ضلع شرقی، ضلع وسطی، ضلع جنوبی اور ضلع ملیر کے لیے شامل ہیں۔ یہ کونسلیں سندھ لوکل گورنمنٹ (ترمیمی) ایکٹ۔1996ء کے قواعد کے تحت وجود میں آئیں۔حکومت نے ان چھ کونسلوں کے لیے ایڈمنسٹریٹر بھی نامزد کئے۔تاہم 2001ء میں دوبارہ ایس ایل جی او نے ان چھ کونسلوں کو توڑ دیا اور 18 ٹاؤن میونسپل دفاتر اور 178 یونین کونسلیں بنادی گئیں۔ ہر آنے والے نئے حکمرانوں نے اپنی منشاء کے مطابق کراچی کے مسائل کے حل کے لیے نئے منصوبے تجویز کیے لیکن اس میں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

کراچی کے لیے ماسٹر پلانوں کی تاریخ خاصی گنجلک ہے اور 60 سال قبل تک جاتی ہے۔ ذیل میں مختلف ماسٹر پلانوں کی ایک فہرست دی جارہی ہے جو کبھی بھی پایۂ تکمیل نہیں پہنچ پائے۔

1۔ عظیم تر کراچی منصوبہ (جی کے پی) 1951ء
2۔ عظیم تر کراچی دوبارہ آبادکاری منصوبہ (جی کے آر پی) 1958۔
3۔ کراچی ترقیاتی منصوبہ (کے ڈی پی) 1969۔
4۔ کراچی ترقیاتی منصوبہ (کے ڈی پی) 1973-85۔
5۔ کراچی ترقیاتی منصوبہ (کے ڈی پی) 1986-2000۔
6۔ کراچی حکمت عملی ترقیاتی منصوبہ 2020ء (کے ایس ڈی پی۔2020) 2006-2020ء

ان منصوبوں کے نفاذ سے متعلق آگہی فراہم کرنے کے لیے کسی بھی قسم کا ادارہ جاتی انتظام موجود نہیں ہے۔سابقہ شہری منصوبہ بندی کے طریق کار کا جائزہ مفید ثابت ہوسکتا ہے لیکن منصوبہ بندی میں عام طور پر نئی شروعات کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ارتقائی عمل پر کبھی غور نہیں کیا جاتا اور ماضی میں بنائے گئے کسی بھی منصوبے کی کارکردگی کا جائزہ نہیں لیا جاتا۔کراچی کے لیے بنائے گئے تمام منصوبے کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی (کے ڈی اے جو اب مفلوج ہے) کی زیرنگرانی بنائے گئے جس کا شہر میں موجود 19 اور دیگر اراضی کی ترقیات کے اداروں پر کوئی اختیار نہیں ہے اس لیے منصوبوں پر عملدرآمد کرانے کی کے ڈی اے کی استعداد زیادہ تر نہ ہونے کے برابر ہے۔منصوبہ بندی کے طریقہ کار کو ایک پسماندہ اور حاصل تفریق مشق تک محدود کردیا گیا ہے جو صرف عطیہ کنندگان یا اقوام متحدہ کے اداروں کی ہدایات کے مطابق ہی کی جاتی ہے ('کراچی۔بغیر ایک ماسٹر پلان' نعمان احمد۔روزنامہ ڈان دسمبر 2002)۔

اس لیے Surmpa-2019 کی ضروری تفصیلات کا مطالعہ کراچی کے لیے ایک ماسٹر پلان متعارف کرانے کی ایسی ہی سابقہ کوششوں کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

درحقیقت حکومت کے لیے یہ مصلحت اندیشی پر مبنی ہوگا کہ وہ مقامی شہری منصوبہ ساز اور ماہرین پر مشتمل ایک علیحدہ ٹاسک فورس بنائے جو اس مضمون کو آخری شکل دینے کے لیے پہلے تمام سابقہ ماسٹر پلانوں کا باریک بینی سے مطالعہ کرے۔حالانکہ اس بل کو قانونی حیثیت حاصل ہے لیکن اس میں عمومی ہدایات دی گئی ہیں کہ کراچی شہر کے لے مستقبل کی منصوبہ بندی کیسے کی جانی چاہیے۔

کچھ مشاہدات اور خدشات

Surmpa-2019 پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر کی حدود میں کنٹونمنٹ بورڈز کی منصوبہ بندی اس ایکٹ کے تحت کی جائے گی لیکن اسی لمحے کنٹونمنٹ بورڈز کو اس کے دائرہ اختیار سے علیحدہ کردیا گیا ہے اس کی مزید تفصیلات درکار ہیں کیا ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی سوسائٹیوں کی خودمختار اشرافیہ بھی اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہے کیونکہ وہ بھی ملٹری اسٹیبلشمنٹ کا حصہ ہیں؟اس سے کراچی کی اجتماعی منصوبہ بندی کو دھچکا لگ سکتا ہے۔

پارٹ 1: (4) کنٹونمنٹ بورڈز کے وہ علاقے جو دفاعی مقاصد کے لیے مختص ہوں گے اس ایکٹ کے دائرہ اختیار سے ماورا ہوں گے۔تمام اراضی کے حامل اداروں بشمول کنٹونمنٹ بورڈز کے چھوٹے اور بڑے ترقیاتی منصوبے اس علاقے کے ماسٹر پلاننگ طریق کار میں شامل ہوں گے۔

باب 2: 7(1) شہر میں ہر ممکنہ شہری خدمت اور سہولیات اور اراضی کے استعمال پر اختیار کی فہرست دی گئی ہے۔فہرست بہت مفصل ہے لیکن یہ خدمات کیسے Surmpa میں ضم ہوسکیں گی۔ یہ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ متحدہ طریق کار کا نقشہ نہیں کھینچتا۔اس کے مقاصد کیسے حاصل کیے جاسکتے ہیں جب کہ کچھ شہری خدمات کو فروخت کیا جاچکا ہے مثلاً کراچی الیکٹرک۔کیا اس عوامی خدمت کو دوبارہ خریدا جائے گا؟

شق 13: (D) کراچی سٹی پلان 2047 تخلیق کرنے سے متعلق ہے کیا اس سلسلے میں Surmpa کے ڈی اے، کے بی سی اے یا ایس بی سی اے کو نئی زندگی دے گا یا اپنی ماتحتی میں ایک نیا منصوبہ بندی ڈپارٹمنٹ تخلیق کرے گا یا پھر اس بڑے مقصد کے لیے غیر ملکی مشیروں کی خدمات حاصل کرے گا؟

شق 13 : (D) میں شہروں کی حالیہ اور مستقبل کی ضروریات کے مطابق ایک شہری اور ریجنل ماسٹر پلاننگ پروسس کا آغاز کیا گیا ہے۔

شق 13: (J) میں قلیل کاربن اور آلودگی سے آزاد ماحول کا ذکر کیا گیا ہے یہ یقینی طور پر صحیح سمت میں ایک قدم ہے۔آج کل دنیا بھر میں تمام بڑے بڑے شہر اپنی تمام منصوبہ بندی کی حکمت عملی ماحول دوست پالیسیوں کے تحت کررہے ہیں وہ اپنی ماحول دوست پالیسیوں کے ذریعہ قلیل مقدار میں کاربن استعمال کرنے والی ٹیکنالونی اپنارہے ہیں، شہری جنگلات متعارف کرارہے ہیں اور آلودگی سے پاک پیدل چلنے والے 'کار فری' زون/ علاقے وغیرہ بنارہے ہیں۔

شق 13: (J) میں ایسے طریقوں کے نفاذ کو یقینی بنایا گیا ہے جو کم کاربن پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں اور آلودگی کو کم کرتی ہیں اور زراعت، کان کنی، صنعت اور دیگر متعلقہ سرگرمیوں میں قدرتی ذرائع کے استحصال کو روکتی ہیں اور ان کے انسانی آبادیوں پر پڑنے والے منفی اثرات کو کم کرتی ہیں۔

شق 13: (S) اور 50 (2) Surmpa کی سب سے زیادہ چونکا دینے والی شقیں ہیں جو اراضی کے استعمال سے متعلق ہیں۔ تمام سیاسی جماعتوں کے سیاستدان 'اراضی کے استعمال میں تبدیل' کے اس قانون کو اپنے ذاتی مفادات کے لیے بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ کراچی میں رفاہی پلاٹوں کو تبدیل کر کے ان پر تجارتی اور رہائشی تعمیرات کھڑی کرنے کی ایک طویل تاریخ ہے۔ مفاد پرست سیاستدانوں اور اداروں نے رفاہی پلاٹوں اور پارکوں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی کو ہڑپ کرلیا ہے۔ کیا اس خطرناک رجحان کو روکنے کے لیے کوئی میکنزم ہے۔ شق 13 (S) کسی بھی علاقے کی اراضی کے استعمال میں تبدیل کا فیصلہ کرتا ہے۔

(2) ادارہ یا ہاؤسنگ سوسائٹی سب سیکشن (1) میں درج کئے گئے مقصد کے لیے مخصوص کسی بھی پلاٹ کو اپنی مرضی کے استعمال کے لیے کمشنر کو ایسے پلاٹ کی دیگر مقصد کے لیے تبدیلی کے لیے درخواست دے سکتے ہیں؟

جز (3) مالیات (2) اور (3) کے ایم سی سے متعلق ہیں کہ جیسے وہ اب بھی موجود ہے لیکن اس کی حیثیت جائیداد ٹیکس اکٹھا کرنے کی ہے۔ کراچی میں جائیداد کی ملکیت اور اس پر ٹیکس کی کے ایم سی اور صوبائی / وفاقی اداروں کے درمیان تقسیم غیر واضح ہے۔ جو بات سب کو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ تمام سابقہ حکمرانوں نے کے ایم سی سے تمام اختیارات لے لیے ہیں سوائے سڑکوں کے۔ حتیٰ کہ موٹر وہیکل ٹیکس بھی کے ایم سی سے لے لیا گیا ہے۔

(2) میونسپل کارپوریشن پراپرٹی ٹیکس کی مد میں ہر سال دی گئی ایک مخصوص تاریخ تک مخصوص رقم جمع کر کے دے گی جو حکومت نے گذشتہ مالی سال میں حکومت نے مقرر کی تھی۔

شق 26 (C) میں تعمیرات میں ڈیزائن کے معیار برقرار رکھنے کے لیے رہنما خطوط دیئے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شق کا واضح مطلب ہے کہ کے بی سی اے / ایس بی سی اے منصوبہ بندی کا محکمہ Surmpa کا ایک لازمی حصہ ہوگا اور ان کی کوئی آزاد حیثیت نہیں ہوگی۔ 26 (C) میں مکانوں، فلیٹوں اور دیگر رہائشی اقسام کی عمارتوں اور صنعتی، تجارتی اور کمیونٹی سہولیات کے لیے دیگر عمارات کے ڈیزائن اور نقشہ بندی کی وضاحت کی گئی ہے۔

شق 32 (2) میں ڈریکونین قانون کی گونج سنائی دیتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اتھارٹی کسی بھی نجی جائیداد کو حاصل کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

شق 32: (2) کے مطابق اتھارٹی کی رائے میں اگر اس کے کام کے لیے کوئی اراضی ضروری ہے تو وہ اسے حاصل کرسکتی ہے۔

شق 36 اور 37 شہر کے مستقبل کے پھیلاؤ اور درجہ بندی سے متعلق ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ Surmpa ایک علیحدہ سے ایک منصوبہ بندی کا محکمہ بنانا چاہتا ہے یا کے بی سی اے کو اپنے اندر ضم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

شق 38 تاریخی ورثہ کی حامل عمارات سے متعلق ہے اور یہ ایک اچھی بات ہے کہ بالآخر کراچی میں ثقافتی ورثہ کی حامل عمارات کو باقاعدہ طور پر تحفظ حاصل ہوگیا ہے اس شق میں درج نکات بل میں ایک اچھا اضافہ ہیں اگر یہ قانون بن سکتے ہیں اور انہیں نافذ بھی کیا جاسکتا ہو۔

شق 38 ثقافتی ورثہ کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے اور انہیں دوبارہ استعمال کرنے کے طریقوں کی بھی ضمانت دیتی ہے۔ ثقافتی ورثہ کی بحالی کے لیے رہنمائی اور مالی ذرائع فراہم کئے جائیں گے۔ پیدل چلنے والے علاقوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ماحولیات کی بہتری کو یقینی بنانے کے لیے شجرکاری کو بڑھاوا دیا جائے گا۔

سیکشن 53 ان مخصوص مسائل کو اجاگر کرتا ہے جو ہمیشہ سے کراچی کو مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں مثلاً مختلف خود مختار اداروں مثلاً کنٹونمنٹ بورڈز اور کراچی پورٹ ٹرسٹ وغیرہ کے درمیان ہم آہنگی Surmpa اور کے ایم سی کیسے اس چکر میں اپنی جگہ بنا پاتے ہیں۔

سیکشن 56 میں وضاحت کی گئی ہے کہ کیوں اتھارٹی کو کسی بھی اسٹریٹ یا عوامی جگہ کو بند کرنا چاہیے۔ یہ شق پھر Surmpa کو عوام کی آراء جانے بغیر اراضی کے استعمال کو اپنی منشاء کے مطابق تبدیل کرسکتی ہے۔

سیکشن 56 میں کسی بھی اسٹریٹ یا عوامی جگہ تبدیل کرنے یا بند کرنے کا اتھارٹی کو دیا گیا اختیار تباہ کن ہے: (ب) کسی بھی عوامی جگہ کا عوامی استعمال روکنا یا مستقل بند کرنا اسے ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

گہرائی میں مطالعہ

Surmpa پر مختصر نظر ڈالتے ہوئے یہ چند مشاہدات ہیں جو پیش کئے گئے ہم دوبارہ اس بات پر زور دیں گے کہ ماہرین کے ایک گروپ کو جو کراچی کے مسائل کے بارے میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں، گہرائی میں مطالعہ کرنے کے لیے مقرر کیا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں پہلا نام جو ذہن میں آتا ہے وہ عارف حسن کا ہے جو کراچی کی تاریخ کا غیر متنازعہ چیمپئن ہے اور کراچی کے بارے میں ایک چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ Surmpa کو آخری شکل دینے سے پہلے مندرجہ بالا تجویز پر عمل کرنا ناگزیر ہے۔

کراچی کو 'منی پاکستان' کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کے 65 ممالک سے بڑا ہے اس کی آبادی براعظم آسٹریلیا سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود کراچی والوں کی کراچی کی حکمرانی یا صوبہ سندھ یا وفاق میں کوئی نمائندگی نہیں ہے حکمران جو کراچی کے لیے قانون سازی کرتے ہیں سندھ کے عوام سے بھی تعلق نہیں رکھتے ہیں وہ مٹھی بھر جاگیردار ہیں جو بمشکل ہی کوئی ٹیکس ادا کرتے ہیں اور انہیں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے مراعات دی جاتی ہیں۔ کراچی صوبائی حکومت کا دارالخلافہ ہے اور پارلیمان کے ارکان کے ذریعہ اس پر حکومت کی جاتی ہے جو کبھی کراچی میں نہیں رہتے۔

کراچی کے لیے بوجھ اور قانونی جواز اور ایک شہری حکومت کے تحت اس کی یکجہتی ایک ضرورت ہے بصورت دیگر کراچی دیہی سندھ کی کالونی بنا رہے گا سماجی انصاف کے مطابق یہ شدید ناانصافی ہے کہ کراچی جو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو سب سے زیادہ فنڈز مہیا کرتا ہے اور سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرتا ہے، اس کی آبادی مصائب میں مبتلا رہے۔

کراچی بریز بی آر ٹی پروجیکٹ میں ٹرانزٹ اورینٹڈ ڈیولپمنٹ (TOD) کے لیے جگہ بنائیے

یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے کہ کراچی بی آر ٹی پروجیکٹ کی شہر کے بڑھتے ہوئے پھیلاؤ اور بڑے پیمانے پر رہائش کی بہتری کے مقاصد پر توجہ دیئے بغیر منصوبہ بندی کی گئی ہے توجہ صرف اس امر پر دی گئی ہے کہ لوگوں کو پوائنٹ A سے پوائنٹ Z تک لے جانا ہے جب کہ تمام بی آر ٹی لائنوں (ماسوا سرخ اور زرد لائن کے) کے کیس میں وسیع عوامی جگہ کا ایجنڈا، اراضی کے استعمال کا نفاذ اور متعلقہ سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی بہتری پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے تھی جو کہ اس پروجیکٹ میں شہر کے وسیع پیمانے کی بنیاد پر مفقود ہے۔ حتیٰ کہ سرخ اور زرد بی آر ٹی لائنوں کی تفصیلات میں ایک بڑا ڈیزائن مثلاً TOD غائب نظر آتا ہے۔ یہاں وسعت نظر کا طریقہ اپنانا چاہیے جس میں تمام متعلقہ فریقوں کو نظریہ اور اسٹرکچر دونوں پر متفق کرنے کے لیے شریک کرنا چاہیے۔ تاہم ابھی تک ٹرانس کراچی بریز پروجیکٹ کے بارے میں عوامی آراء کو اہمیت دینے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے جو پروجیکٹ کے بارے میں اپنے تصور کو اجاگر کر سکے اور نہ ہی عوامی حمایت کی حامل ایک مرکزی لیڈرشپ کو ابھارا گیا ہے۔

(لہٰذا یہ امر تشویش کا باعث ہے کہ اہم ترین معاملات میں مشاورت مفقود ہے مثلاً وسیع پیمانے پر فریقین کا تصور اور طریقہ کار پر اتفاق، ڈیزائن میں مطابقت، آپریشنل اور مالیاتی نمونے اور وسیع تر شہری بنیاد سے منسلک سماجی، ماحولیاتی اور اقتصادی ایجنڈا پروجیکٹ میں کہیں نظر نہیں آتے۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر یہ کوئی حیرت انگیز انکشاف نہیں ہے کہ TOD کے لیے غور کراچی بی آر ٹی پروجیکٹ کا حصہ نہیں ہے۔ تاہم اس اختتامی مرحلے پر بھی ایسا محسوس کیا جاتا ہے کہ اگر اب بھی حکومت کچھ مخصوص اسٹیشنوں کی حد تک کراچی بی آر ٹی پروجیکٹ میں TOD اسٹیشن علاقوں کے ڈیزائنوں کو شامل کرنے کا فیصلہ کرلے تو پروجیکٹ مزید بہتر ہو سکتا ہے اور اس کے مفید نتائج برآمد ہوں گے۔

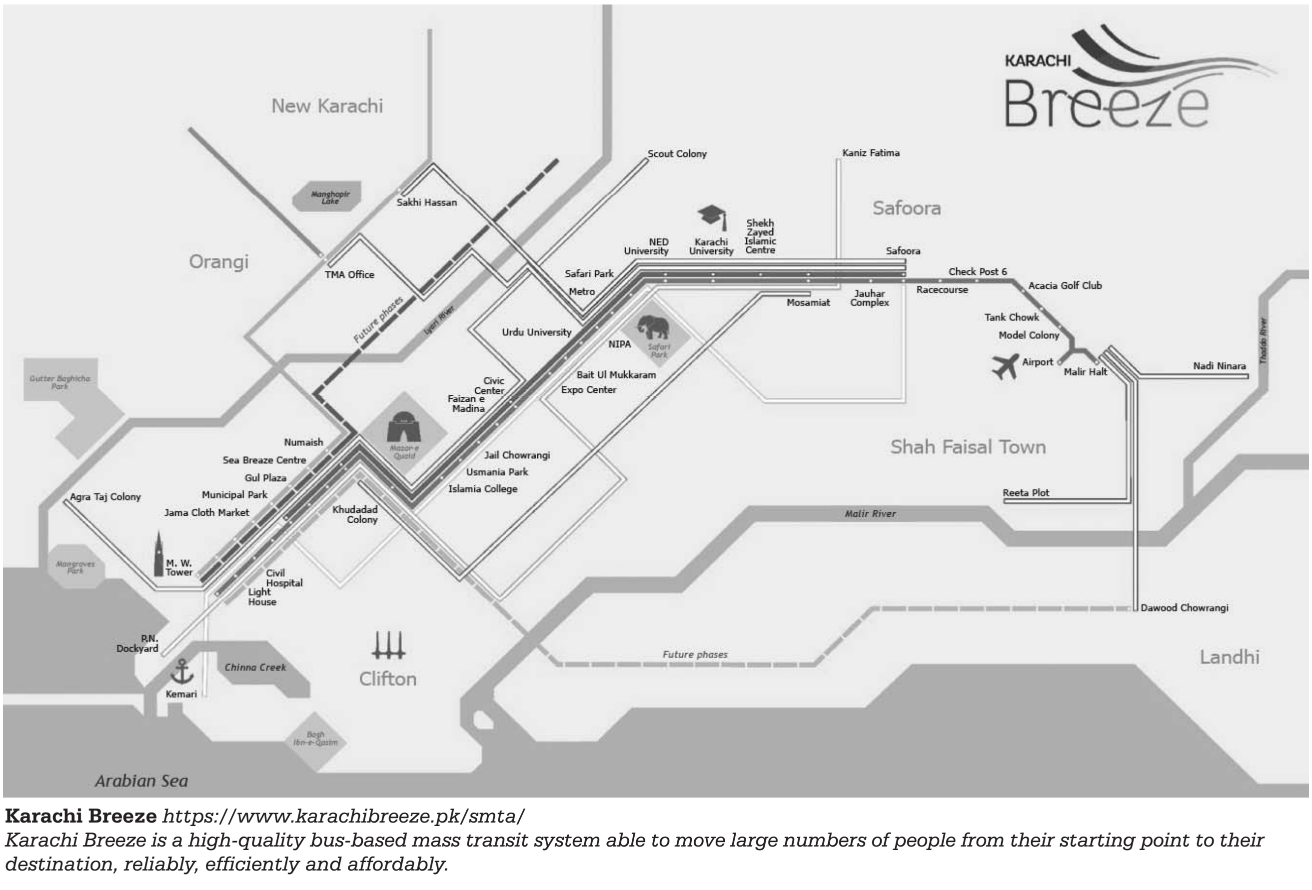

Karachi Breeze *https://www.karachibreeze.pk/smta/*
Karachi Breeze is a high-quality bus-based mass transit system able to move large numbers of people from their starting point to their destination, reliably, efficiently and affordably.

گرین لائن ۔ ممکنہ TOD اسٹیشن علاقے

گرین لائن کا شروعاتی علاقہ کراچی الیکٹرک پاور ہاؤس سے جو سرجانی ٹاؤن کی طرف جاتا ہے جہاں سے یہ جنوب کی سمت خواجہ شمس الدین عظیمی روڈ کے ذریعہ ناگن چورنگی تک جاتا ہے۔ ناگن چورنگی سے یہ شاہراہ شیر شاہ سوری کے ساتھ چلتا ہوا نواب صدیق علی خان پر آتا ہے پھر ناظم آباد پیٹرول پمپ انٹرسیکشن سے گذرتا ہوا لسبیلہ چوک کی طرف جاتا ہے۔ لسبیلہ چوک پر روٹ جنوب مشرق کی سمت مڑتے ہوئے بزنس ریکارڈ روڈ پر آتا ہے اور گرومندر تک چلا جاتا ہے۔ گرومندر چورنگی سے گرین لائن روٹ جنوب مغربی سمت مڑتے ہوئے ایم اے جناح روڈ پر آتا ہے۔ مغرب کی سمت روٹ نمائش کو پار کرتے ہوئے میونسپل پارک (جو اورنگ زیب پارک کے نام سے بھی جانا جاتا ہے) تک پہنچتا ہے۔

گرین لائن روٹ سرجانی ٹاؤن میں واقع اپنے شروعاتی مرکز سے نمائش اسکوائر تک جاتا ہے جہاں تمام بی آر ٹی روٹ اکٹھا ہوتے ہوتے ہیں۔ نمائش سے میونسپل پارک تک اور اس کے آگے روٹ کا من کوریڈور کے نام سے جانا جاتا ہے اور بسیں زمینی سطح پر چلتی ہیں۔ یہ فیصلہ اس بنیاد پر کیا گیا کہ ایم اے جناح روڈ کے ساتھ ساتھ متعدد ثقافتی اور تاریخی ورثہ کی حامل عمارتیں واقع ہیں اور بسوں کے لیے اوپر روٹ بنانے سے نہ صرف ان عمارت کو نقصان پہنچ سکتا ہے بلکہ ان عمارتوں کا نظارہ بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

گرین لائن روٹ پر دو اسٹیشن ایسے ہیں جن پر ممکنہ طور پر TOD اسٹیشن علاقے کی حیثیت سے ترقی دی جاسکتی ہے:

- میونسپل پارک اسٹیشن
- حیدری مارکیٹ اسٹیشن

Corridor Length 17.8 km
Elevated 3.45 km At grade 14.35 km
No. of Stations: 21

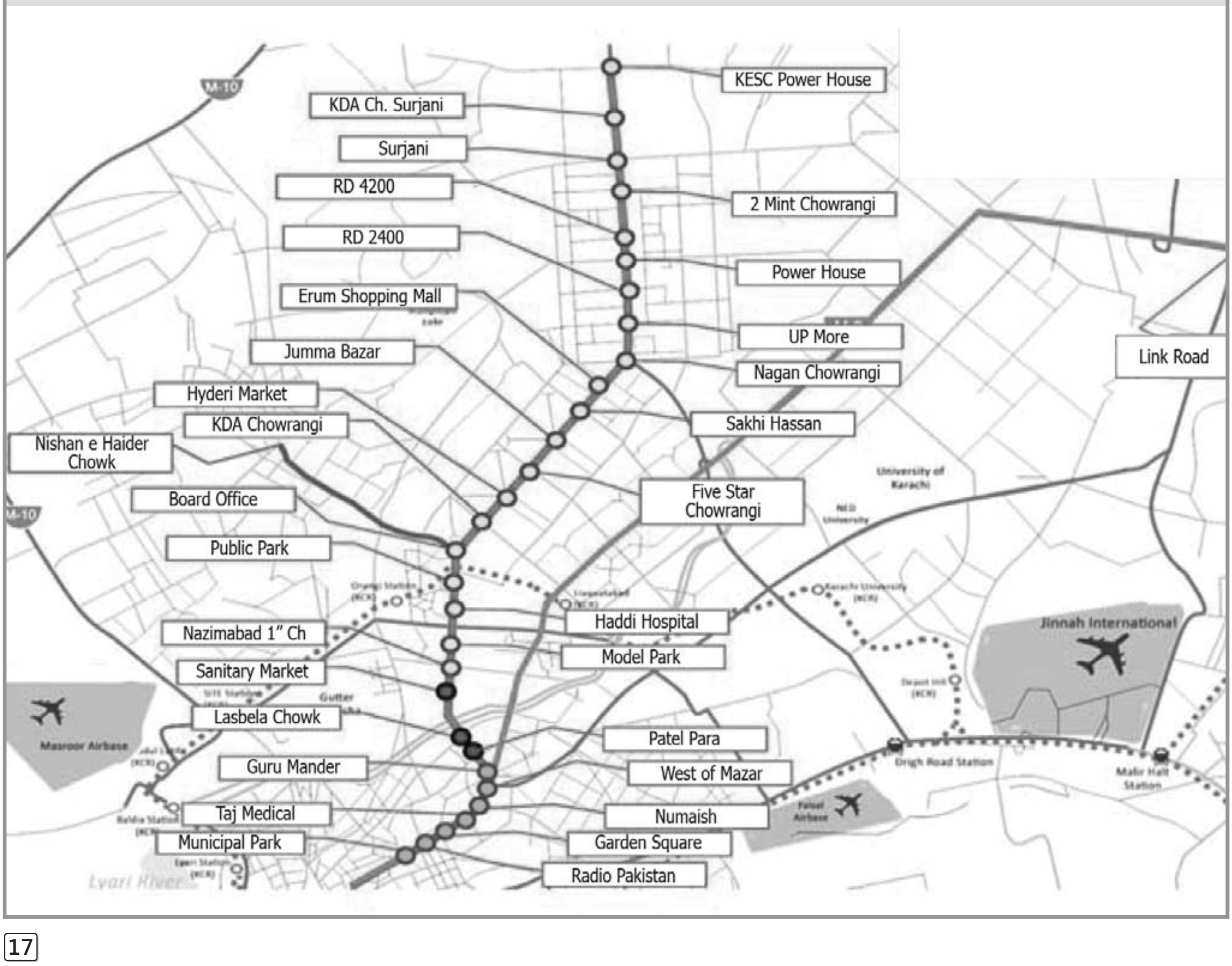

میونسپل پارک اسٹیشن

میونسپل پارک اسٹیشن ایک مثالی جگہ پر واقع ہے جہاں TOD اسٹیشن علاقہ ڈیزائن کیا جاسکتا ہے۔ یہ اسٹیشن پرانے کراچی کا احاطہ کرتا ہے اور پرانے کراچی کی کشش اپنی طرف راغب کرتی ہے یہاں ثقافتی ورثے کی حامل عمارات مثلاً کے ایم سی ہیڈ آفس، سٹی کورٹ، ہندو مندر، اردو بازار، ریڈیو پاکستان، جامع کلاتھ مارکیٹ، برنس روڈ فوڈ اسٹریٹ، پاکستان چوک، این ای ڈی یونیورسٹی سٹی کیمپس وغیرہ موجود ہیں۔ ڈیزائن کے کلیدی عناصر میں پیدل چلنے کی سہولت میں بہتری اور دیگر سہولیات میں بہتری کی چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں۔ ڈیزائن میں ان تبدیلیوں کو شامل کر کے اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی بہتری کے مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اس سے رسائی میں بہتری پیدا ہوگی اور صاف تر ماحول، اقتصادی بڑھوتری اور عوامی جگہوں کی تخلیق کی طرف رہنمائی میں مدد ملے گی۔ مثلاً اسٹریٹ کو عوامی جگہ بنانے سے عمارتیں عظیم تر سماجی سرمایہ بن سکتی ہیں اور کمیونٹی کی یکجہتی بڑھانے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ مزید برآں اس سے علاقے کے تحفظ میں بھی بہتری آئے گی اور نئے کاروبار اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ثقافتی ورثہ کی حامل عمارتیں جو معدومیت کے خطرے سے دوچار ہیں، ان کو تحفظ دیا جاسکتا ہے اور ان کی تجدید نو کی جاسکتی ہے۔

حیدری مارکیٹ اسٹیشن

حیدری مارکیٹ اسٹیشن پر تجارتی نقطہ نظر سے TOD اسٹیشن علاقہ ڈیزائن کیا جاسکتا ہے۔ آج کل مارکیٹ کی جگہوں کو صحت مند اور متحرک عوامی جگہوں کی حیثیت سے بڑھاوا دیا جارہا ہے۔ دنیا کے بیشتر شہروں کی طرح کراچی میں بھی مارکیٹوں اور بازاروں کی ایک تاریخی اہمیت ہے اور مال کلچر کے بڑھتے ہوئے رجحان سے سماجی میل ملاپ کی ان عوامی جگہوں کو شدید خطرہ ہے۔ واضح رہے کہ شاپنگ مالوں میں صفائی، آلودگی، رسائی، پیدل چلنے کی سہولت کا فقدان اور تحفظ کے مسائل ہیں ایسے تمام خدشات کو TOD اسٹیشن علاقے ڈیزائن کر کے دور کیا جاسکتا ہے۔ اس سے مارکیٹ تک رسائی میں بہتری آئے گی مزید برآں اس سے حیدری مارکیٹ کی ایک بہتر اور مفید عوامی جگہ کی حیثیت سے تجدید نو کی جاسکتی ہے مزید برآں اس کے اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی فوائد بھی ہوں گے۔

سرخ لائن - ممکنہ TOD اسٹیشن علاقے

سرخ لائن روٹ مشرق سے مغرب کی سمت واقع ہے اس کی لمبائی 23 کلومیٹر سے زائد ہے جو ایم اے جناح روڈ، یونیورسٹی روڈ (ملیر کنٹونمنٹ لنک روڈ) اور ایم اے جناح ایونیو، جو کراچی کے شمال مشرقی سیکٹر میں واقع ہے، تک جاتا ہے۔ یہ کراچی کے ضلع وسطی اور ضلع شرقی اور ملیر کنٹونمنٹ، خاص طور پر ضلع شرقی کے جمشید ٹاؤن اور گلشن اقبال ٹاؤن اور ضلع وسطی کے لیاقت آباد ٹاؤن اور گلبرگ ٹاؤن سے گزرتا ہے۔ سرخ لائن پروجیکٹ مشرق سے مغرب کی سمت سیدھ میں واقع ہے اس کی کل لمبائی 23 کلومیٹر سے زائد ہے اور یہ نیو ایم اے جناح روڈ سے شروع ہو کر یونیورسٹی روڈ (ملیر کنٹونمنٹ لنک روڈ) سے گزرتا ہوا کراچی کے شمالی مشرقی سیکٹر میں واقع ایم اے جناح ایونیو تک جاتا ہے۔ سرخ لائن روٹ کراچی کے انتظامی اضلاع وسطع اور شرقی اور ملیر کنٹونمنٹ، خاص طور پر ضلع شرقی کراچی کے جمشید ٹاؤن اور گلشن اقبال ٹاؤن اور ضلع وسطی کراچی کے لیاقت آباد ٹاؤن اور گلبرگ ٹاؤن سے گزرتا ہے۔ مشرق کی سمت روٹ جنوب کی سمت مڑتا ہے جہاں یہ گلستانِ جوہر کے بلاک 6 سے ہوتا ہوا ایم اے جناح ایونیو اور شاہراہِ فیصل کے انٹرسیکشن کے نزدیک واقع ایک پلاٹ پر ختم ہوتا ہے۔

سرخ لائن پروجیکٹ میں دو ایسے اسٹیشن کی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں TOD اسٹیشن علاقے کی حیثیت سے ترقی دی جاسکتی ہے۔

- گلشن اقبال اسٹیشن (مسجد بیت المکرّم)
- کراچی یونیورسٹی اسٹیشن

گلشن اقبال اسٹیشن

اس اسٹیشن کو قرب و جوار اسٹیشن علاقے کی حیثیت سے ڈیزائن کیا جاسکتا ہے گلشن اقبال میں جدید علاقہ ڈیزائن کر کے اس سے علاقے کے لوگوں کو سہولیات فراہم کرنے کا موقع ملے گا۔ جدید علاقہ ڈیزائن کر کے اس سے فوائد تب ہی حاصل کیے جاسکتے ہیں جب اس میں پیدل چلنے میں بہتری، سائیکل چلانے، طلب کے مطابق ٹرانسپورٹ اور پارکنگ کا انتظام شامل کرلیا جائے۔ پیدل چلنے اور سائیکل چلانے کے روٹ ڈیزائن کیے جاسکتے ہیں (پبلک سائیکل اسٹینڈ کے متعارف کرانے سے بی آر ٹی تک پہنچنے کے لیے سائیکلنگ کو ایک ذریعہ بنایا جاسکتا ہے)۔ ایسے ڈیزائن کی تخلیق سے علاقہ کو زیادہ ماحول دوست، قابل رہائش اور محفوظ جگہ بنایا جاسکتا ہے اور اسے شہر کے دیگر علاقوں کے لیے ایک مناسب مثالی نمونہ بنایا جاسکتا ہے جسے وہ اپنا سکتے ہیں۔

کراچی یونیورسٹی اسٹیشن

عام طور پر کسی بھی ذریعہ نقل حمل کے طریقہ مثلاً بی آر ٹی، ایل آر ٹی یا میٹرو وغیرہ میں یہ عام رجحان پایا جاتا ہے کہ ان روٹس کو ایسے ڈیزائن کیا جائے کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے اہم تعلیمی اداروں کے قریب سے گذریں کیونکہ ان روٹس کو استعمال کرنے والوں کی اکثریت ان تعلیمی اداروں کے طلبہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہمارے معاملے میں سرخ لائن روٹ کراچی یونیورسٹی کیمپس کے اندر سے نہیں گذرتا لیکن یہ طلبہ کو یونیورسٹی تک جانے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ کراچی یونیورسٹی میں شعبہ جات تک جانے کے لیے کسی بھی قسم کی کوئی شٹل سروس موجود نہیں ہے لہٰذا پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرنے والے طلبہ کی بڑی اکثریت شدید گرمی اور دھوپ میں اپنے شعبہ جات تک پہنچنے کے لیے طویل فاصلہ پیدل طے کرنے پر مجبور ہیں جبکہ کراچی یونیورسٹی کی انتظامیہ اسے کوئی مسئلہ یہ نہیں سمجھتی۔ لیکن شہری سی بی ای کے لیے یہ ایک سنگین مسئلہ ہے۔ اب بی آر ٹی گرین کیمپس کے مرکزی گیٹ تک منسلک کرنے کے احکامات دیئے گئے۔ بی آر ٹی اسٹیشن پر اترنے والے طلبہ کو ایک شٹل بس سروس کے ذریعہ آرام سے اور وقت پر ان کے شعبوں تک پہنچایا جائے گا۔

کورونا ـــ ایک جگانے والی آواز

دانش آذر زوبی

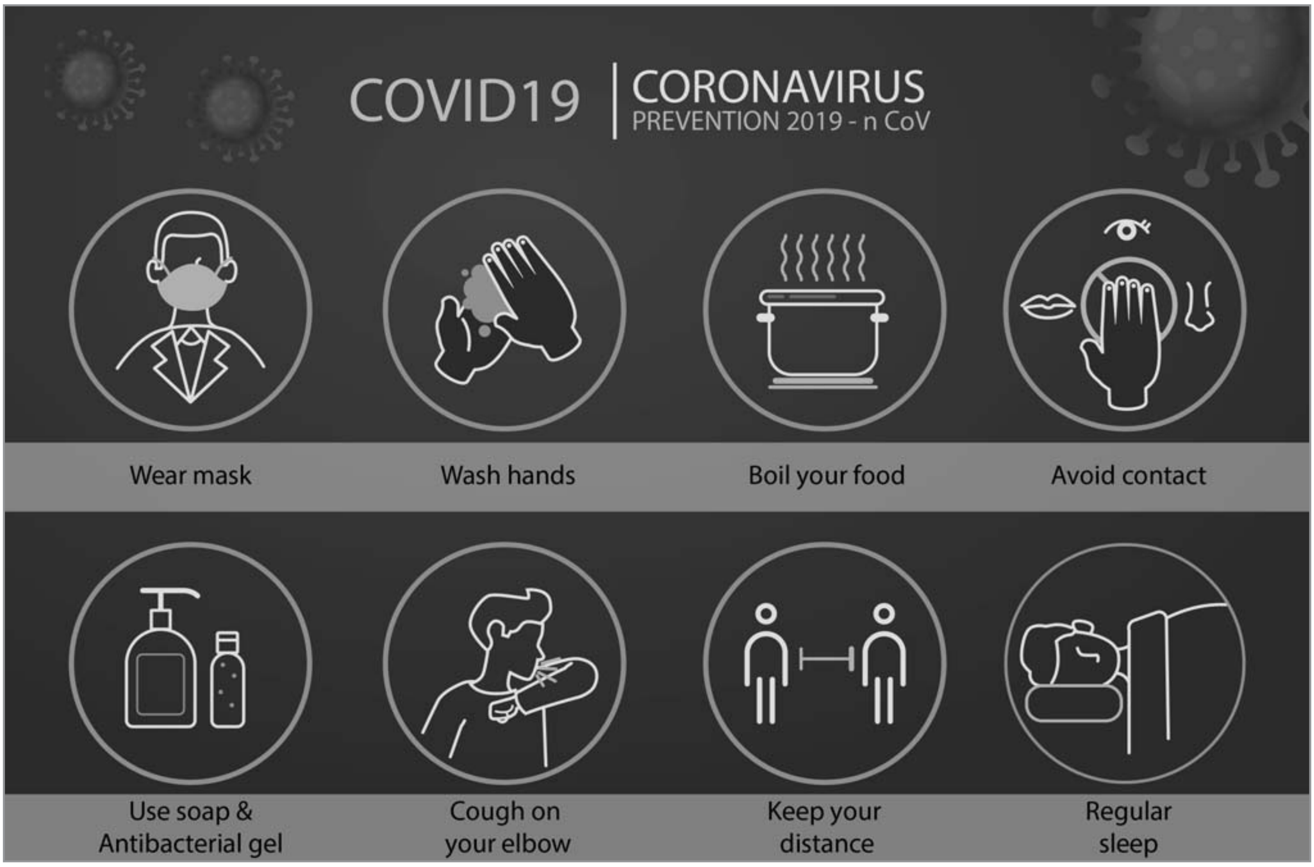

ہم میں سے کچھ کورونا وائرس وبا کے پھیلنے سے خوفزدہ ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر کورونا وائرس متاثر مریضوں کی تعداد میں بڑھتے ہوئے اضافے اور بڑھتی ہوئی اموات نے لوگوں میں ہسٹیریا کی کیفیت پیدا کردی ہے۔ پوری دنیا میں لوگ عمر، ذات پات، مذہب، نسل، رنگ یا دولت کے لحاظ کے بغیر کورونا وائرس وبا کا شکار بن رہے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو کورونا وائرس کی وباء کو قدرت کی خصوصی قسم کی نعمت کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ اچانک ہی دنیا ایک خاموش اور پرامن جگہ بن گئی ہے۔ کچھ کے خیال میں ہم کورونا وائرس وبا کے خطرے کو کمتر گردان رہے ہیں اور ان کے خیال میں یہ دنیا کے اختتام کی نشانی ہے کیونکہ روزانہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں موت کا نوالہ بن رہے ہیں۔ لیکن وہیں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے خیال میں ہم ضرورت سے زیادہ خوفزدہ ہیں کیونکہ وباء سے صحت یاب ہونے والوں کی تعداد مرنے والوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ ہسپتالوں کے ایمرجنسی وارڈوں کا مشاہدہ کیجئے جہاں ہر روز سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مر رہے ہیں اور ان اموات سے نظریں نہیں چرائی جاسکتیں۔ موٹر گاڑیوں کے حادثات میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ مرتے ہیں لیکن ہم خوفزدہ نہیں ہوتے، ہم اپنی کاروں سے محبت کرتے ہیں۔ کورونا وائرس کی وبا کے خوف کی وجہ سے لاکھوں گاڑیاں سڑکوں سے غائب ہیں اور پیداواری صنعتوں کی مشینوں نے کام کرنا بند کردیا ہے جس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں آلودگی کی سطح تیزی سے کم ہوئی ہے۔ ہم نے اپنی ہیجان انگیز شہری زندگی میں وقفہ کے بارے میں کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا، کبھی بھی سنسان شہری گلیوں کا تصور نہیں کیا ہوگا۔ ڈرامائی طور پر ہوا کے معیار میں بہتری آگئی ہے، پرندے خوش ہیں اور چہچہا رہے ہیں۔ قدرت مسکرا رہی ہے۔ خاندان اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ جی ہاں لاک ڈاؤن اس مصنوعی، تیز رفتار اور ضرورت سے زیادہ بوجھ پر مشتمل زندگی میں ایک بڑا مسئلہ ہے اس ہیجان انگیز زندگی کو خود ہم نے اپنے لیے تخلیق کیا ہے خصوصاً مغربی دنیا کی حالت ہر روز خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ کورونا وائرس لاک ڈاؤن نے ہمیں اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے نئے راستے تلاش کرنے کے

لیے بھر پور وقت فراہم کر دیا ہے۔ مختلف مشاغل میں مصروف ہو جائیے، گھر کا کاٹ کباڑ صاف کیجئے، کھانا پکائیے اور گھر کی چیزوں کی از سر نو آرائش کیجیے، لیکن ہم میں سے زیادہ تر نے خود کو انٹرنیٹ کی دنیا سے نتھی کر لیا ہے۔ اس سے بے شک ہم اپنے آپ کو دنیا کے معاملات سے باخبر رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اسکرین پر کورونا وائرس وبا اور اس کے علاج سے متعلق بھی خبریں، افواہیں دیکھتے ہیں۔ میں زیادہ تر معلومات کے اس سیلاب کو ایک طرف کر دیتا ہوں لیکن پھر میں اپنی پسند کے دو آرٹیکل منتخب کرتا ہوں اور ان کو پڑھ کر اپنی رائے کو آخری شکل دیتا ہوں۔

پہلا آرٹیکل جس نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کی وہ سرحد پار سے آنے والی ایک خوبصورت اور متعدل آواز ارون دھتی رائے کا تحریر کردہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ کورونا وائرس وبا ایک دنیا سے اگلی دنیا میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ یہ ہماری پسند پر منحصر ہے کہ آیا ہم ایسی دنیا میں رہنا چاہتے ہیں جہاں ناانصافی، نفرت، لالچ، خودغرض اور مردہ نظریات، ہمارے خشک اور سوکھے دریا اور دھواں آلود آسمان ہو یا پھر ہم اس دروزے سے آسانی کے ساتھ تھوڑا بوجھ اٹھائے ایک الگ دنیا میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک بہترین موقع ہے کہ ہم اپنی تخلیق کردہ مشینوں پر مشتمل دنیا کے بجائے ایک بہترین دنیا تخلیق کر سکتے ہیں۔ کیا ان کے ان خیالات سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

دوسرا آرٹیکل ہمارے عظیم ماہر تعلیم، مفکر اور طبیعات کے پروفیسر پرویز ہود بھائی کا تحریر کردہ ہے۔ اپنے آرٹیکل میں انہوں نے ڈارون کو اس کے قدرتی انتخاب کے ارتقائی نظریہ کی وجہ سے ہیرو قرار دیا ہے۔ ڈارون کے اس نظریہ ارتقا نے دنیا کو سائنسی حقائق پر مبنی دنیا اور شدت پسند دقیانوسی خیالات کی حامل دنیا میں تقسیم کر دیا۔ انہی بوسیدہ خیالات کی دنیا کے سرکردہ رہنما، امام اب سائنسدانوں سے کورونا وبا سے نمٹنے کے لیے کام کی رفتار بڑھانے کی بھیک

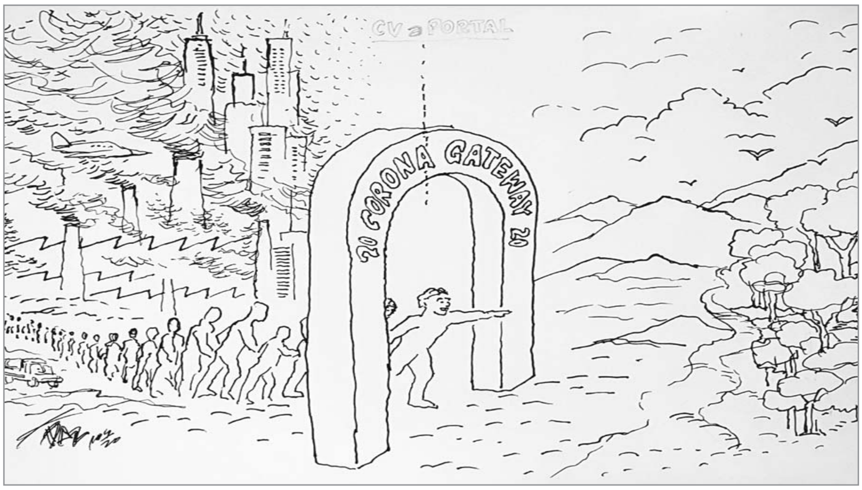

مانگ رہے ہیں (حالانکہ یہاں ایک تقسیم موجود ہے اور وہ ہے تعلیم یافتہ اور ان پڑھ عوام کے درمیان موجود چھوت کا نظام)۔ انہیں عام طور پر روایتی، مذہبی یا مشرقی خیالات کی بیخ کنی کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے مشرق کی جڑی بوٹی عجوہ اور کلونجی کا مذاق اُڑایا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جڑی بوٹیاں بے شمار بیماریوں کے خلاف معجزاتی تاثیر رکھتی ہیں۔ انہوں نے دنیا کے جدید اور ترقی یافتہ حصے اور سائنسی دانشوروں کی مدح سرائی کی ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہی وہ لوگ ہیں جو اس حالیہ وبا سے بچاؤ کے لیے ادویات اور ویکسین تیار کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا یہ بوعلی سینا ہی نہیں تھا جس نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ طاعون جیسی وبا کی صورتحال میں خود کو چالیس دن کے لیے تنہائی میں رکھنا چاہیے، حالانکہ وہ ایک مذہبی عالم اور روایت پسند تھے۔ جیسے بعد ازاں یورپ نے اپنایا اور اسے Quarantine کا نام دیا یہ ایک اطالوی لفظ ہے جس کا مطلب چالیس ہے۔ اس صدی کا قدیم روایتی طریقہ اس نام نہاد جدید دور میں ابھی تک استعمال کیا جا رہا ہے اور جس کے بڑے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کیا ہمیں بوعلی سینا کو سائنسدانوں کے درجے میں رکھنا چاہیے یا پھر انہیں قدامت پرست مولوی سمجھنا چاہیے۔ بسا اوقات مجھے پرویز ہود بھائی کے آرٹیکل میں محاذ آرائی کی کیفیت نظر آتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے یعنی مشرق، روایتی اور قدامت پرست اور اُن یعنی مغرب کی جدید، ترقی یافتہ سائنسی دنیا کے درمیان محاذ آرائی کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

میں یہ سوچ کر ہی خوفزدہ ہو جاتا ہوں کہ یہ وہی چند مغرب کے منتخب کردہ سائنسدان تھے جنہوں نے حیاتیاتی جنگ (Biological War) کے لیے وائرس تخلیق کرنے کے لیے برسوں لگا دیئے۔ اور یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ جدید ادویات سے مستفید ہونے والے عام لوگ نہیں ہیں بلکہ بڑی ادویہ ساز کمپنیاں ہر سال اربوں ڈالر کما رہی ہیں۔ مغرب میں جن کے ہاتھ میں اقتدار اور طاقت رہی ہے انہوں نے اپنی بڑی سائنسی کامیابیوں کے ساتھ پورے شہروں کو تباہ کرنے میں کبھی کوئی شرم محسوس نہیں کی، ہیروشیما اور ناگاسا کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں جنہیں ایٹم بم گرا کر تباہ کر دیا گیا۔ یہ کوئی سازشی نظریات نہیں ہیں ہم سب کارپوریٹ کارٹیل، بڑی ٹیکنالوجی کی حامل کمپنیوں، ادویہ ساز کمپنیوں (Pharma) اور اسلحہ ساز صنعتوں کے بارے میں بخوبی آگاہ ہیں جو دنیا کی معیشت کو کنٹرول کرتی ہیں اور سوچتی ہیں کہ بنی نوع انسان کی آبادی بڑھتی رہتی ہے اور ان کی موت ایک بہت بڑا کاروبار ہے۔ یقیناً یہ ایک قدیم کہانی ہے کہ صرف چند طاقتور لوگوں کا انتخاب کیجئے جو فنا ہونے سے بچ جاتے ہیں جب کہ عام لوگ فنا ہو جاتے ہیں۔ ڈارون نے کبھی اس کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا ہوگا کہ کیسے لفظ طاقتور درحقیقت ایک بہتر انتخاب

ہوسکتا تھا۔ یہ کوئی انسانی آنکھ کو نظر نہ آنے والی چیز جسم کی ساخت یا لحمیات نہیں ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کوئی زندگی کی قسم نہیں ہے جو اس بڑے مغز۔ ہوموسیپئن نوع کے لیے خطرہ ہے لیکن سیپئن کیسے اتنے ظالم اور خونخوار بن سکتے ہیں۔ ایسے ہی سیپئن اسلحہ سازی کی صنعت سے منسلک ہیں جو گذشتہ صدی سے بنی نوع انسان کی تباہی کے لیے تباہ کن ہتھیار بنا رہے ہیں اور یہ تباہ کن اور حیاتیاتی ہتھیار دنیا کی بڑی عالمی طاقتوں کی افواج کے پاس موجود ہیں جن سے دنیا کو کئی مرتبہ تباہ کیا جاسکتا ہے۔ کورونا وائرس اس حیاتی اسلحہ سازی کا تازہ ترین کارنامہ ہے جو خبروں کے مطابق مبینہ طور پر امریکی لیبارٹری سے چین میں ووہان لیبارٹری تک پہنچا۔ ان کے پاس ایسی خصوصی لیبارٹریاں ہیں جہاں ان وائرس کو زیادہ خطرناک بنایا جاتا ہے سائنسدان کڑی محنت کرتے ہیں اور بسا اوقات وہ بے وقوف بننے پر مجبور ہوتے ہیں۔

اب ہم واپس قدرت اور اس میں رہنے والی انواع کے ساتھ اس کے تعلق کی طرف آتے ہیں۔ صنعتی دور سے قبل انسان اور قدرت ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ تھے اس وقت ماحولیاتی توازن برقرار تھا اور تمام حیاتیاتی انواع امن و سکون کے ساتھ رہتے تھے۔ پھر صنعتی انقلاب آیا، بھاپ کے انجن تیار ہوئے، نیوٹن اور ڈارون کی ارتقاء کے نظریات سامنے آئے، سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی اور دنیا ناقابل یقین حد تک بدل گئی۔ بڑے پیمانے پر پیداوار، روزگار کے مواقع اور اصراف میں اضافہ ہوا۔ شہر گنجان ہوگئے۔ معدنی تیل کے استعمال کا زمانہ آیا اور زمین کے ذخائر کی تباہی شروع ہوگئی۔ ہم ترقی اور ترقیات کے جدید عہد میں داخل ہوگئے اور کنٹرول میڈیا کی مدد سے ہمارے ذہنوں کو صاف کر کے من پسند خیالات کی آماجگاہ بنادیا گیا۔ عوام صارفین کی لائن میں لگی بھیڑ کے سوا کچھ نہیں ہیں، قربانی کے بکرے ہیں جو ایک بے مصرف دوڑ میں لگے ہوئے ہیں جبکہ دنیا کا صرف ایک فیصد طبقہ تمام فوائد سے مستفید ہو رہا ہے، بقایا 99 فیصد عوام تکالیف جھیلنے پر مجبور ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ جو اسلحہ ہم ایک دوسرے کو مارنے کے لیے بنا رہے ہیں بسا اوقات خود کار طور پر چل جاتا ہے۔ اس زمین پر انسان ایک طاعون کی وبا ہیں۔ ایک محدود سیارے پر لامحدود بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ہماری اپنی بقاء خطرے میں پڑ گئی ہے۔

گذشتہ کئی سالوں سے باقاعدگی کے ساتھ قدرت ماحولیات بگاڑ کے خطرہ کی نشاندہی کر رہی ہے اور ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ ماحولیات کو ٹھیک کرنے کے لیے ہم اپنے راستے تبدیل کریں۔ میرے خیال میں یہی وقت ہے کہ ہم ایک بار پھر قدرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں۔ یہ ایک بہترین موقع ہے اس لیے میں اس کورونا وائرس وبا کو ایک جگانے والی آواز سمجھتا ہوں شاید بنی نوع انسان کو جگانے اور صفائی کا آپریشن کرنے اور دنیا کے لیے ایک نئی حکمت عملی تخلیق کرنے کے لیے آخری آواز ہے۔ چلئے پہلے ہم اپنے گھر کو ٹھیک کرتے ہیں اور چاند اور مریخ پر کالونیاں بسانے کی احمقانہ دوڑ کو ختم کرتے ہیں۔ نرم دیہاتی زمین سے شہروں کی سخت سڑکوں کی طرف ہجرت کو روکتے ہیں جو قتل گاہیں بن چکی ہیں شہروں میں دھرتی ماں کا دم گھٹتا ہے جب کہ وہ دیہاتوں میں سانس لیتی ہے۔ آیئے صارفین کے لیے لامحدود بڑھتی ہوئی مصنوعات کی پیداوار کا از سر نو جائزہ لیتے ہیں۔ آیئے ارون دھتی رائے کے تجویز کردہ دروازے سے الگ دنیا میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اپنی تیز رفتار زندگی کو دھیما کرتے ہیں اور قدرت کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔ آیئے دعا کرتے ہیں کہ دروازے کے دوسری طرف کی قیادت لوگوں کی زندگیوں پر نفع حاصل کرنے کی خواہشمند نہ ہو اور زمین دوست ہو۔ بہت زیادہ نقصان ہو چکا ہے لیکن اب بھی ہم بہت کچھ ٹھیک کر سکتے ہیں اگر ہم احتیاط اور کوشش کریں۔ ہمیں قدرت کے راستوں کو اختیار کرنا ہوگا اور مہربان قدرت کے ساتھ خوشگوار زندگی گذارنا ہوگی۔

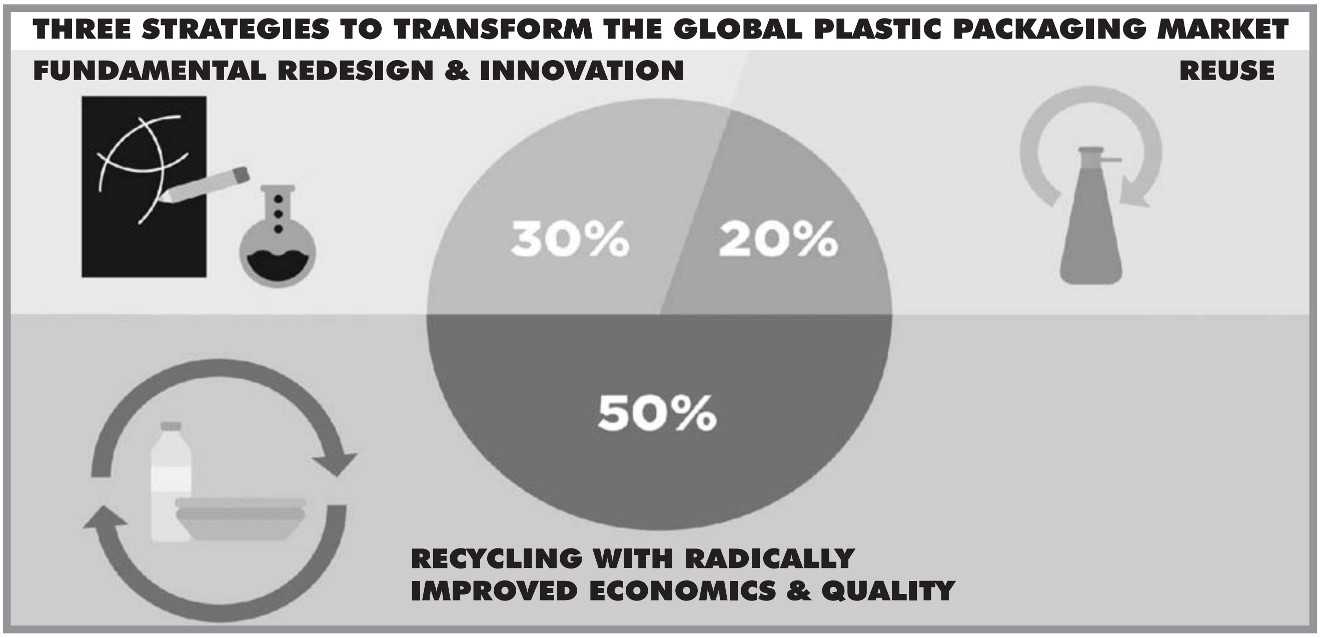

فریڈرک نومان فاؤنڈیشن (FNF) شراکت دار سمٹ 2020
حکمت عملی منصوبہ بندی

فریڈرک نومان فاؤنڈیشن پاکستان نے ایلیٹ ہوٹل نتھیا گلی میں 6 تا 8 دسمبر 2019ء کو ایک سہ روزہ 'ایف این ایف شراکت دار سمٹ 2020 حکمت عملی منصوبہ بندی' کا اہتمام کیا۔

ایف این ایف شراکت دار سمٹ 2020ء کے لیے حکمت عملی منصوبہ بندی کو یقینی بنانے کے لیے منعقد کی گئی۔ جس میں ایف این ایف کے مقاصد اور حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اہداف دونوں کو پورا کرنے کے لیے حکمت عملی منصوبہ بندی پر غور کیا گیا۔

ایف این ایف کے شراکت دار اس سمٹ میں شرکت کے لیے اکٹھا ہوئے اور انہوں نے اس امر پر بحث کی کہ کیسے وہ اجتماعی طور پر نہ صرف 2020 کے لیے ایک جامع اور مؤثر سرگرمیوں کا پلان ترتیب دے سکتے ہیں بلکہ آئندہ پانچ سالوں کے لیے بھی حکمت عملی مرتب کر سکتے ہیں۔ مقاصد، مشن اور نظریہ کو سمجھنے کے لیے تمام شراکت داروں کے لیے یہ ایک شاندار موقع تھا۔ اور اس کی وجہ سے تمام شراکت داروں کو ایک مؤثر منصوبہ بندی مرتب کرنے کا موقع ملا۔

ایف این ایف پاکستان کی ریذیڈنٹ ڈائریکٹر برجیٹ لیم نے ایف این ایف شراکت دار سمٹ کا افتتاح کیا اور شرکاء سے خیر مقدمی خطاب کیا۔

ایف این ایف پاکستان اپنے اہداف تعلیم، مکالمہ اور مشاورت کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

تعلیم: ایف این ایف اپنے شراکت داروں کو سیمینار، ورکشاپس اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کے لیے تربیت دیتا ہے۔

مکالمہ: ایف این ایف سیاست، سوسائٹی اور افراد اور گروہوں کے درمیان مکالمہ اور رابطے کی سہولت فراہم کرتا ہے تاکہ جدید طریقوں کو اپنایا جا سکے۔

مشاورت: ایف این ایف حکمت عملی اور آپریشنل مسائل کے بارے میں اپنے شراکت داروں سے مشاورت بھی کرتی ہے۔

یاسر مسعود آفاق شراکت دار سمٹ کے مرکزی میرِ مجلس (Moderator) تھے۔

شراکت دار سمٹ میں سات شراکت دار تنظیموں نے شرکت کی

1۔ انسانی حقوق کی تنظیم برائے پاکستان۔ (1990ء سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

2۔ شہری۔ سی بی ای (1990 سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

3۔ مرکز برائے امن اور ترقیات کے اقدام (2010 سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

4۔ منفرد زمین (Individual Land)۔ (2010 سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

5۔ اسکول آف لیڈر شپ (2011 سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

6۔ پالیسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف مارکیٹ اکنامی (PRIME)۔ (2013 سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

7۔ ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن (DRF)۔ (2016 سے ایف این ایف کے شراکت دار ہیں)۔

ہر شراکت دار تنظیم سے ان کے کام، اہداف اور کامیابیوں کے بارے میں مختصر تفصیل پیش کرنے کے لیے کہا گیا مزید برآں انہیں 2020 کے لیے اپنے خیالات پیش کرنے کے لیے بھی کہا گیا۔

شہری۔ سی بی ای کی نمائندگی سرور خالد اور ریحان اشرف کے ہمراہ شہری۔ سی بی ای کے چیئر پرسن سمیر حامد ڈوڈھی نے کی۔

سمیر حامد ڈوڈھی نے شہری۔ سی بی ای کی کامیابیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ شہری۔ سی بی ای عوامی پارکوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ دیگر شہروں کے لوگ بھی شہری سی بی ای سے رجوع کرتے ہیں اور ہم انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ عوامی جگہوں کے تحفظ کے لیے کیسے قانون کا سہارا لینا چاہیے۔

عامر اعجاز ایگزیکیٹو ڈائریکٹر سی پی ڈی آئی، منظور احمد ایگزیکیٹو رکن PRIME انسٹی ٹیوٹ، جنت فضل ڈیجیٹل رائٹس پاکستان، ایچ آر سی پی کے طاہر حبیب، اسکول آف لیڈر شپ کی مریم عرفان، Individual Land کے فرحان خالد نے بھی اپنی تنظیموں کی کارکردگی اور کامیابیوں کے بارے میں شرکا کو آگاہ کیا۔

FNF PARTNERS SUMMIT: 2020 STRATEGIC PLANNING
6TH - 8TH DECEMBER 2019, HOTEL ELITES NATHIAGALI

Dr. Manzoor Ahmed (PRIME), Mr. Amer Ejaz (CPDI), Mr. Ahmed Muktar Ali (CPDI), Ms. Beenish Javed & Arooj Kamran (PRIME)

Mr. Yasir Masood Afaq(Moderator), Ms. Birgit Lamm (Country Head FNF Pakistan), Mr. Mohammad Anwar & Aamir Amjad (FNF Pakistan)

Ms. Mariyam Irfan (SOL), Mr. Sameer H.Dodhy (Chairperson Shehri-CBE) & Zehra Tehreem (SOL)

Ms. Huma Umer, Ms. Tahira Habib (HRCP), Ms. Saadia Mumtaz (FNF) & Ms. Jannat Fazal (DRF)

Group Photo

Group Photo

شہری۔شہری برائے بہتر ماحول ـــ ایک تعارف

شہری۔سی بی ای (شہری برائے بہتر ماحول) کراچی میں قائم ایک رضا کارانہ تائیدی گروہ ہے جسے حساس اور ہمدرد شہریوں نے 1988ء میں قدرتی ماحول کی تباہی اور اسے دوبارہ تعمیر کرنے کے متعلق اپنے خدشات اجاگر کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔

شہری غیرقانونی تعمیرات درجہ بندی کی خلاف ورزیوں اوران سے متعلق علامات مثلاً گندے پانی کی نکاسی، ناجائز تجاوزات، پارکنگ اور انفرااسٹرکچر، سے نمٹنے پر خصوصی زور دیتا ہے۔ شہری۔ سی بی ای باقاعدہ اداروں اور حکومتی ایجنسیوں کی نگرانی کرتا ہے اور سول سوسائٹی کی ایسا ہی کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

کامیابیاں

سندھ سینئر سٹیزن ویلفیئر بل 2014ء کی منظوری، کلفٹن روڈ کی اعلان کردہ سڑک چوڑی کرنے کی جگہ پر گلاس ٹاور کی غیرقانونی تجاوزات کا انہدام۔

منگھو پیر روڈ پر گٹر باغیچہ کی 480 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔ یہ لیاری کے کم آمدنی والے گنجان آباد علاقے کی، جس میں تقریباً دس لاکھ افراد رہائش پذیر ہیں، سب سے بڑی کھلی تفریحی جگہ ہے۔

کراچی کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی یونین میں کڈنی ہل پارک کی 62 ایکڑ اراضی بشمول کے ڈبلیو ایس بی کی اعلان کردہ تنصیبات کی 18 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کی نگران کمیٹی اور ایک عوامی معلوماتی کاؤنٹر کا قیام۔

کراچی اور سندھ میں کراچی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 11 اور سندھ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 15 بس ڈپوؤں کی کمرشلائزیشن اور فروخت کو رکوانا۔ آج کل یہ پلاٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی بین الشہر بسوں کے اڈّے اور ٹرانسپورٹ سے متعلق دیگر سرگرمیوں کے لیے استعمال کررہی ہے۔

لائنز ایریا کراچی میں کھیل کے میدان (میکرو) ویب گراؤنڈ کا تحفظ۔

باغ ابنِ قاسم کلفٹن کے رفاہی پلاٹ میں کوسٹالینا اپارٹمنٹ کے ڈھانچے کا انہدام۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے اب یہاں ایک پارک بنا دیا ہے۔

لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ پارک/کھیل کا میدان کی کمرشلائزیشن کی روک تھام۔

لاہور بچاؤ تحریک کے ایک حصے کے طور پر کینال بینک توسیع منصوبے سے ہونے والے نقصان کی مقدار کو کم کرنا۔

کوئٹہ میں زلزلے کے جھٹکے سے بچاؤ کے تعمیراتی قانون کی دوبارہ توثیق۔

شہری۔ پولیس باہمی عمل میں شراکت، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور پولیس اصلاحات پر پاکستان بھر سے تقریباً 1600 پولیس اہلکاروں کی تربیت۔

گزشتہ سالوں میں مسلّمہ ماحولیاتی خلاف ورزیوں سے متعلق مقدمات میں شہری کی ماہرانہ خدمات کو اعلیٰ عدالتوں نے تسلیم کیا ہے اور اسے (aimicus curiae) 'عدالت کا دوست' کے خطاب سے نوازا ہے۔

اہداف/ مقاصد

ایک آگاہ اور باعمل سول سوسائٹی، اچھی حکمرانی، شفافیت اور قانون کی حکمرانی کا قیام۔

سرکاری پالیسیوں کے اثر اور ان پر تحقیق، دستاویزی بنانے اور مکالمہ کرنے کو بڑھاوا دینا۔

ایک مؤثر اور نمائندہ مقامی حکومت کے نظام کو مستحکم کرنا۔

کرچی شہر کے لیے ایک نمائندہ ماسٹر پلان/زوننگ پلان کی تیاری اوران پر مؤثر عملدرآمد۔

معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کی پابندی۔

شہری کیسے کام کرتا ہے؟

ایک رضا کارانہ انتظامی کمیٹی جسے جنرل باڈی کے ذریعے ایک دوسالہ مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، جو کھلے اور جمہوری اصولوں پر انتظامی امور کی انجام دہی کرتی ہے۔ رکنیت (ممبرشپ) ہر خاص و عام کے لیے کھلی ہیں جو شہری کے اہداف اور اغراض ومقاصد اور یادداشت (میمورنڈم) سے متفق ہیں۔

شہری کے لیے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- قانونی معاملات/ امور
- میڈیا اور بیرونی روابط
- دس لاکھ درختوں کی شجرکاری مہم
- ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور بحالی
- مالی حصول
- اسلحہ سے پاک معاشرہ

شہری کی رکنیت

2020ء کے لیے اپنی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔

''شہری۔سی بی ای'' میں شرکت کریں اور بطور اچھے شہری اس شہر کو صاف رکھنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لیے مدد کریں۔

شہری میں شمولیت اختیار کیجئے

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لیے

مبلغ -/2000 روپے کے کراس چیک کے تحت

(سالانہ ممبرشپ فیس)

بنام شہری۔سی بی ای بمع پاسپورٹ سائز فوٹو

پتہ: R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس، کراچی۔ 75400

ٹیلیفون/فیکس 92-21-3453-0646

نام ______________________

ٹیلی فون (گھر) ______________________

ٹیلی فون (دفتر) ______________________

ایڈریس ______________________

پیشہ ______________________